عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۱۷ تا ۲۳ / جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷ جولائی ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۲۵

بورسٹل جیل فیصل آباد: قادیانی افسر کی ریشہ دوانیاں

عبد الستار ایدھی
ملحدانہ عقائد ونظریات کے تناظر میں

علامہ اقبال اور قادیانیت
تحقیق کے نئے زاویئے

ایک اسلامی معاشرہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

استخارہ خود کریں:

(مقصود احمد شیخ' حیدرآباد)

س:...... میں نے دو سال پہلے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھائی کے گھر کیا' اس میں میری بیٹی کی مرضی شامل نہیں تھی' اس کو منایا اور یہ رشتہ ہوگیا' پھر کچھ ایسے حالات ہوئے کہ مجھے اپنی بیٹی کا یہ رشتہ توڑنا پڑا' جبکہ میری بیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وہاں شادی ہو۔

اب اس کے لئے ایک رشتہ آیا ہوا ہے' خاندان والے اس رشتے کے خلاف نہیں' اس بارے میں مجھے استخارہ کروانا ہے کہ یہ رشتہ مناسب ہے یا نہیں؟

ج:...... استخارہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا یا مشورہ طلب کرنا' اس لئے آپ یا آپ کی بیٹی ہی استخارہ کریں' اور مسنون استخارہ کا طریقہ بہشتی زیور میں موجود ہے۔ آج کل جو استخارہ کے اشتہارات آتے ہیں' ان پر اعتماد کرنا کم از کم مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ دیکھا جائے تو کاروباری ہیں اور کاروباری لوگوں پر اس خالص دینی معاملہ میں اعتماد کرنا اپنے اور بچوں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔

چہرہ کا پردہ:

(انعم شاہدہ' دبئی)

س:...... پردے کے بارے میں قرآن کریم کی سورۂ نور میں ارشاد ہے کہ: "اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں' مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو۔" (آیت ۲۴'۳۱)

اللہ تعالیٰ نے کھلا رکھنے کی اجازت دی تو علماء کرام سر سے پیر تک پوری طرح ڈھانپ دینے کو ہی اصل پردہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ کیا یہ قرآنی تعلیمات کی روح کے منافی نہیں؟! اگر جس مسئلے پر قرآن حکم دیتا ہے تو اس مسئلے کے خلاف کوئی حدیث یا کسی مفتی کا فتویٰ لاگو ہوسکتا ہے؟ آپ اس آیت کا کیا مفہوم دیتے ہیں؟

ج:...... آپ کا کیا خیال ہے چہرہ زینت کی جگہ نہیں ہے؟ اگر یہ زینت نہیں ہے تو بتلایا جائے پھر زینت کی جگہ کون سی ہے؟ کیا عورت کی خوبصورتی کا معیار چہرہ نہیں ہوتا؟ کیا رشتہ دیکھتے وقت صرف چہرہ پر فیصلہ نہیں ہوتا؟ کیا سب سے بڑے فتنہ کی جگہ بھی چہرہ نہیں؟ پھر حضرات ازواج مطہرات کا پردہ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ چہرہ کا نہیں تھا؟ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا تو ارشاد نبویؐ: "فاسئلوهن من وراء حجاب" (اگر کچھ پوچھنا ہو تو پردہ کے پیچھے پوچھ لیا کرو) کیوں نازل ہوتا؟ پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہو تو برقع کی ضرورت ہی کیوں رہے؟ کہ شلوار قمیض اور دوپٹہ تو پہلے سے موجود ہے' کیا ان کو پردہ کہہ دیا جائے گا؟ علماء اور مفسرین نے ما ظهر منها سے ہاتھ پاؤں مراد لئے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے نزول کے بعد باقاعدہ پردہ کرکے دکھلایا اور شاگردوں کو بتلایا کہ راستہ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کی جگہ کھلی رہے' باقی چہرہ بند کرلیا جائے۔

اس پر دم نہیں:

(انور منصور' جدہ' سعودی عرب)

س:...... میں جدہ میں مقیم ہوں' میں نے یہاں حج کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ حج کے پہلے دن غلطی سے میں نے ایک مچھر کو ماردیا' کیا اس پر بھی کوئی دم ہے؟

ج:...... اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۲۵ ۱۷ تا ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷ جولائی ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر محمد انور رانا — **کمپوزنگ** محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

قادیانی افسر کی ریشہ دوانیاں	اداریہ	۴
ایک اسلامی معاشرہ	مولانا محمد امجد قاسمی ندوی	۶
مذہب اسلام کے نئے باغی	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	۸
عبدالستار ایدھی		
ملحدانہ عقائد و نظریات کے تناظر میں	مولانا سعید احمد جلالپوری	۱۱
علامہ اقبال اور قادیانیت		
تحقیق کے نئے زاویے	بشیر احمد (یو ایس اے)	۱۹
خبروں پر ایک نظر		۲۳

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

بورسٹل جیل فیصل آباد

کے

قادیانی افسر کی ریشہ دوانیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

ہفت روزہ ''القلم'' پشاور کی تازہ اشاعت...... ۱۵تا۲۱/ جون ۲۰۰۷ء...... میں فیصل آباد بورسٹل جیل کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے منسوب ایک بہت ہی تکلیف دہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:

''فیصل آباد...... القلم نیوز...... بورسٹل جیل کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ میاں فہیم الدین نے اپنی جیل میں کلمہ' نماز پڑھنے' پڑھانے اور قرآن کلاسوں پر پابندی لگادی' جبکہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے جیل میں کوئی نیا سپرنٹنڈنٹ تعینات نہیں ہونے دیتا۔ تفصیلات کے مطابق ذرائع نے بتایا ہے کہ مختلف جرائم میں سزا یافتہ بچوں کے لئے قائم فیصل آباد بورسٹل جیل کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ میاں فہیم الدین نے جو کہ قادیانی' غیر مسلم ہے اور اس کی بیوی فرح فیصل آباد میں قادیانی جماعت شعبہ خواتین کی فعال رکن ہے' کے ایماء پر جیل میں کلمہ کلاس' ناظرہ کلاس اور حفظ کلاس کے نام سے دینی تعلیم کے لئے برسوں سے جاری کلاسز ختم کردی گئی ہیں' یہ کلاسز ملک میں جیلوں کے اندر دینی تعلیم فراہم کرنے کے لئے معروف ادارے تعلیم القرآن ٹرسٹ کے زیر اہتمام چلائی جارہی تھیں اور بورسٹل جیل میں قاری شفیق اس کے انچارج تھے' قادیانی سپرنٹنڈنٹ جیل اسمبلی کے وقت دعاؤں میں چیچنیا' افغانستان' فلسطین' عراق اور کشمیر میں مسلمانوں کی فتح ونصرت کے لئے دعا کرانے پر ایک قیدی کا چالان کرچکا ہے' مزید برآں مسجد میں کلمہ لکھنے والے جیل اہلکار یوسف جپہ کی ٹرانسفر ٹوبہ ٹیک سنگھ' جبکہ اپنے خلاف آواز اٹھانے پر محمد اسلم نامی اہلکار کی ٹرانسفر میانوالی جیل کردی گئی ہے' ذرائع کے مطابق میاں فہیم الدین کو ایک اعلیٰ محکمانہ شخصیت کی مکمل حمایت حاصل ہے' اس نے اپنی سرکاری رہائش گاہ میں درس شروع کیا ہوا ہے' جس میں مرزائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے' سولہ سالہ قیدی محمد امین سے جیل اہلکاروں نے منشیات برآمد کرلیں اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کیا' لیکن اس نے کوئی کارروائی نہیں کی' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بورسٹل جیل نے نادار قیدی بچوں کے نام پر لاکھوں روپے کا چندہ ہڑپ کرلیا' اٹک کے علاقہ حضرو کے رہائشی تیسری جماعت کے طالب علم احمد نواز ولد رب نواز کو مقدمہ قتل میں پانچ سال کی سزا اور چھ لاکھ روپے دیت کا حکم سنا کر بورسٹل جیل بھیجا گیا' پوری قید کاٹ لینے اور سولہ ماہ سے زائد ہوجانے کے باوجود اسے رہا نہیں کیا گیا۔'' (ہفت روزہ ''القلم'' ۱۵تا۲۱/ جون ۲۰۰۷ء)

خدا کرے یہ خبر جھوٹی ہو اور بورسٹل جیل' جسے عرف عام میں بچہ جیل کہا جاتا ہے' کسی ایسے اسلام دشمن اور قادیانی کے حوالے نہ ہوئی ہو' جو کم عمر اور خام ذہن مسلمان بچوں کے دین وایمان کو غارت کرنے کا سبب بنے' لیکن اگر یہ خبر سچی ہے...... اور بظاہر اس کے جھوٹا ہونے کے کوئی آثار وقرائن نہیں...... تو ہمارے خیال

میں بچہ جیل میں قادیانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی تقرری سے بہتر ہوتا کہ فیصل آباد بورسٹل جیل کے تمام بچوں کو...... خدانخواستہ...... قتل ہی کر دیا جاتا' اس لئے کہ کم از کم اس سے ان معصوموں کا دین وایمان تو بچ جاتا اور کل قیامت کے دن وہ جہنم کا ایندھن تو نہ بنتے' جبکہ موجودہ صورت میں' جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہتے ہوئے' ان کی دنیا تو خراب ہو ہی گئی' افسوس کہ! جیل سپرنٹنڈنٹ ان کی آخرت کی تباہی و بربادی کے بھی درپے ہے۔

بورسٹل جیل میں قادیانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا تقرر' کوئی کم ظلم نہیں تھا کہ اس پر مستزاد اس ظالم نے کم عمر اور ناپختہ ذہن بچوں کی اصلاح وتربیت کی غرض سے جیل میں جاری: کلمہ کلاس' ناظرہ کلاس' حفظ کلاس اور ابتدائی دینیات تعلیم کلاس وغیرہ بیک جنبش قلم بند کریں' بلاشبہ جیل سپرنٹنڈنٹ کا یہ اقدام جہاں بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہے' وہاں یہ جیل قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے۔

دیکھا جائے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کا یہ اقدام معاشرہ کو بے راہ روی پر ڈالنے کے مترادف ہے' کیونکہ جو کم فہم بچے' غلط ماحول اور گندی سوسائٹی کی وجہ سے مجرم بنے اور گرفتار ہو کر جیل آئے اور اپنے جرائم کی سزا بھگت رہے ہیں' کیا ان کا حق نہیں کہ ان کو صحیح' غلط' جائز' ناجائز' مفید' مضر اور اچھائی و برائی سے آگاہ کیا جائے؟ بتلایا جائے کہ جو افسر ایسی تمام کوششوں کو منع یا موقوف کر دے' وہ ملک وقوم اور معاشرہ کا دوست کہلائے گا یا دشمن؟

کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ شخص یہی چاہتا ہے کہ جو بچے دانستہ یا نادانستہ ایک بار جیل میں آگئے ہیں' وہ ہمیشہ کے لئے اسی ماحول کے ہو کر رہ جائیں اور وہ اس ماحول سے کسی طرح نکلنے نہ پائیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی تمام کوششوں کو بیک جنبش قلم روک دیتا ہے' جن سے کسی غلط اور گم گشتہ راہ کی راہنمائی کا امکان ہو۔

کیا یہ حکومت اور جیل انتظامیہ کے فرائض میں شامل نہیں کہ ایسے افراد...... جو کسی کے بہکاوے یا غلط فہمی میں آکر جرائم کا ارتکاب کر بیٹھے ہوں...... کی راہنمائی کی جائے اور ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو ایسا جیلر یا نام نہاد افسر جو قیدیوں کی اصلاح کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہو' وہ اس قابل نہیں کہ اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے؟ اور اس کو عبرت ناک سزا دی جائے؟

اس سب سے بڑھ کر تکلیف دہ بات یہ ہے کہ بورسٹل جیل میں ضروری اسلامی تعلیمات کی کلاسیں تو بند کر دی گئی ہیں' مگر اس قادیانی افسر کی ارتدادی سرگرمیوں پر نہ یہ کہ کوئی قدغن نہیں' بلکہ وہ تا حال جاری وساری ہیں' الٹا ان میں مزید تیزی آگئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی قادیانی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ پاکستان کے آئین ودستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے کفر وارتداد کی تبلیغ کرے؟ یا اپنی کفریات کو درسِ قرآن کے نام سے پیش کرے؟

بلاشبہ یہ ان کم عمر قیدیوں اور ناپختہ ذہن مسلمان بچوں کے خلاف بہت بڑی سازش ہے کہ ان کو ایک قادیانی زندیق ومرتد افسر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے' بلاشبہ مسلم بچہ جیل پر قادیانی جیلر کا تقرر ایسا ہی خطرناک ہے جیسے بکریوں کے ریوڑ میں کسی بھیڑیا کو چھوڑ دیا جائے؟

ہمارے خیال میں شاید بھوکا بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں اتنا نقصان نہیں کرے گا' جتنا ایک قادیانی جیلر بچہ جیل کے ناپختہ ذہن مسلمان بچوں کے دین و ایمان کو غارت کرے گا۔

اس لئے ہم حکومت پنجاب' خصوصاً وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی اور مسلم لیگ (ق) کے صدر چوہدری شجاعت حسین سے درخواست کریں گے کہ اس ارتدادی مہم کا سدباب کیا جائے اور اس موذی جیلر کو اس حساس پوسٹ سے ہٹایا جائے' اگر اس موذی کی راہ نہ روکی گئی تو اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ قادیانی فتنہ سے لاعلم مسلمان بچے کہیں قادیانیت کے جھانسے میں نہ آجائیں۔

خصوصاً جبکہ قادیانی افسر اپنی کرسی اور عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے کسی ماتحت یا قیدی کو اپنے خلاف بغاوت یا آواز اٹھانے پر ظلم وتشدد کا نشانہ بھی بناتا ہو تو اس کے مقابلہ میں آنے کی کس کو جرأت ہوگی؟

جب وہ ایسے کئی ایک افراد کو اپنے انتقام کا نشانہ بنا چکا ہو...... جو اس کی راہ میں رکاوٹ تھے یا اس کے پروگرام میں حارج تھے...... ایسے میں حکومت اور ارباب اقتدار کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ بچہ جیل کے مسلمان قیدیوں کو اس کفر وعدوان سے بچایا جائے۔

ایک اسلامی معاشرہ!

انسانی معاشرہ کو کیسے متاثر کرسکتا ہے؟

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد شرک اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے سماج میں توحید کی صدا بلند کی۔ مکۃ المکرمہ کے شرک زدہ ماحول میں توحید کی یہ صدا بے حد نامانوس تھی' اور اس کی زد براہ راست رؤسائے کفار کے موروثی دین باطل پر پڑ رہی تھی اس لئے مخالفتوں کا ایک طوفان امڈ آیا' توحید کی صدا پر لبیک کہنے والے گنتی کے چند افراد پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا' مگر ان تمام مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے باوجود قافلہ توحید بڑھتا گیا' بالآخر مدینۃ الرسول میں ایک مثالی آئیڈیل اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔

صحابہ کرامؓ کا سماج ایک نمونے کا مسلم سماج تھا اور اس کی بے شمار امتیازی خصوصیات وکمالات کی خوبیوں نے پورے عالم کو متاثر کیا اور پھر اس کے نتیجے میں مشرق سے تا مغرب تک اسلام پھیلا اور اسلام کا حلقہ اور دائرہ پھیلتا اور بڑھتا گیا' مرور ایام سے پھر بعد کی صدیوں میں اس معاشرہ کی خصوصیات کم ہونا شروع ہوئیں اور پھر اس کی تاثیر اور مقبولیت کا گراف بھی نیچا ہوتا گیا' اور اب موجودہ صورت حال مسلم سماج کی یہ ہے کہ ہر طرف اخلاقی طاعون پھیلا ہوا ہے' اباحیت اور عریانیت' مادیت اور حیوانیت کے باب میں نمونے کا مقام رکھنے والی یوروپی تہذیب کی دریوزہ گری اور اندھی تقلید نے تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار پر تیشے چلا ڈالے ہیں اور بقول حافظ شیرازی:

"ہمہ آفاق پر از فتنہ و شری بینم"

پوری دنیا فتنہ اور شر کی آماجگاہ بنی ہوئی نظر آتی ہے اور حدیث نبوی کے بموجب گناہوں کی بہتات اور گندگی نے تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا ہے' مسلم سماج کی یہ بدحالی اور بے راہ روی پورے انسانی سماج کی نگاہ میں اس کی دنایت اور رذالت کی منظر کشی کرتی ہے' اور مسلمانوں کی عملی زندگی پر نگاہ رکھنے والا انسان متاثر ہونے کے بجائے مایوس' بددل و بدگمان اور نفور و گریزاں ہوتا ہے۔

ایک اسلامی معاشرہ' انسانی معاشرے کو اسی وقت متاثر کرسکتا ہے جب وہ قرن اول (عہد صحابہؓ) کے مثالی سماج کی نمایاں خصوصیات اختیار کرلے اور ان سے انحراف کو اپنے لئے تباہی کی علامت اسی طرح باور کرے جس طرح صحابۃ الرسول ان خصوصیات سے کسی بھی قیمت پر دست بردار ہونا ہلاکت کے مترادف سمجھا کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کے معاشرے کی تمام خصوصیات کا احاطہ تو دشوار ہے' تاہم ان کے روشن عناوین کچھ یوں ہیں:

۱: موقفِ حق پر محکم یقین اور استقامت:

دل کی گہرائیوں سے حق قبول کرلینے کے بعد صحابہ کو ایسا پختہ یقین اور اپنے موقف پر ایسا ثبات و استقلال حاصل ہوجاتا تھا کہ بادِ مخالف کے کتنے ہی جھکڑ کیوں نہ چلیں' رکاوٹوں کا طوفان کیوں نہ آجائے اور مصائب ومشکلات کی بھٹیوں میں تپایا کیوں نہ جائے وہ کوئی لچک اور نرمی پیدا کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے' دشمنوں کی ترغیبات و تحریصات کا دام ہو یا تہدیدات و تشدیدات کی کارروائی' ان کے موقف میں سرمو انحراف نہ آتا تھا اور ان کی زبان حال یہ پیغام دیتی تھی:

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

۲: جذبہ ایثار وقربانی:

معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز ایثار وقربانی میں ہے' صحابہ کرامؓ کا سماج ایثار وقربانی کا آئیڈیل سماج تھا' قرآن انصار صحابہ کرامؓ کے جذبہ ایثار کو "ویؤثرون علیٰ انفسهم ولوا كان بهم خصاصة" (وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود اپنی جگہ محتاج کیوں نہ ہوں) کے الفاظ سے بیان کرتا ہے' سیرت صحابہ کرامؓ میں مالی ایثار کی بے شمار داستانیں ہیں' ہجرت نبوی کے پرخطر سفر کے موقع پر دشمنان اسلام کی طرف سے اجتماعی طور پر قتل رسول کی منظم پلاننگ معلوم ہونے کے باوجود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آرام' اسی طرح سفر ہجرت کی دشوار گزاریوں میں حضرت ابوبکر کی طرف سے والہانہ طلب پر شرکت ورفاقت جانی ایثار کے عدیم النظیر نمونے ہیں' غزوات کا موقعہ ہو' حفاظتِ رسول کا موقعہ ہو' تحفظ دین کا موقعہ ہو' ملت کی خدمت کا موقع ہو' ہر موڑ پر صحابہ کرامؓ کی قربانیوں اور ایثار کے ریکارڈ موجود ہیں' اور اسلام سے محروم انسانی سماج پر صحابہ کرامؓ کے اس جذبے نے کیا کیا اثرات مرتب کئے اور کس طرح

وہ اسلام سے قریب آیا' یہ بالکل واضح ہے۔

۳: نافعیت اور مواسات:

سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے' مسلمان وہی ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے انسان محفوظ رہیں' مومن وہی ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلے میں مامون و بے خوف ہیں' اللہ کا سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے' ان بنیادوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرہ قائم فرمایا تھا' صحابہؓ کے معاشرے کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ انہوں نے ہمیشہ یہی انداز اپنائے رکھا:

مری زبان و قلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی کو شکوہ نہ ہو زیر آسماں مجھ سے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو پہلی ملاقات میں یہ نصیحت کی تھی کہ تم کبھی کسی کو برا بھلا مت کہنا' وہ فرماتے ہیں کہ پھر مرتے دم تک میں نے نہ کسی آزاد کو برا کہا نہ کسی غلام کو' اور انسان تو انسان ہے کسی اونٹ اور بکری کے لئے بھی سخت کلمہ میری زبان سے نہیں نکلا' دوسروں کے درد کو اپنا سمجھنا بلکہ اپنے درد سے زیادہ اس کا احساس اور ہمہ وقت دوسروں کو نفع پہنچانے کی کوشش صحابہ کرامؓ کے معاشرے کا طرۂ امتیاز تھا۔

۴: عدل و مساوات:

قرآن کریم ایسا ایمانی معاشرہ چاہتا ہے جو انصاف کا علمبردار اور مساوات کی روش پر قائم ہو' طبقاتی تفاوت اور اونچ نیچ اسلام کی نگاہ میں جاہلیت کی لعنت اور غلاظت ہے' ظلم اور ناانصافی امن عالم اور بقائے انسانیت کی راہ کا سب سے بڑا روڑا ہے' صحابہ کرامؓ کا معاشرہ عدل و مساوات کی شاہراہ پر گامزن تھا' اس سماج میں ہر فرد عدل کا خوگر تھا' خواہ اس کی زد اس کی اپنی ذات یا اس کے والدین و اقارب پر کیوں نہ آتی ہو' اسی طرح مساوات اور برابری کے لحاظ سے بھی وہ معاشرہ نمونے کا تھا' مشہور غسانی سردار جبلہ بن ایہم جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور طواف کے دوران ایک دیہاتی مسلمان کا پاؤں اس کے تہبند پر جاپڑا تھا' جس پر اس نے اسے اتنی زور سے مارا کہ ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہوگیا اور خون رسنے لگا' حضرت عمرؓ نے فیصلہ سنایا کہ یا تو بدو کو راضی کرو یا قصاص کے لئے تیار ہوجاؤ' جبلہ نے لاکھ نرمی کا معاملہ کرانا چاہا' مگر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسلام شاہ و گدا کا فرق نہیں کرتا' اس کا قانون عام مساوات کا قانون ہے' بالآخر جبلہ نے کچھ مہلت لی اور راتوں رات بھاگ کر پھر عیسائی ہوگیا' مگر اسلامی قانون عدل و مساوات پر حضرت عمرؓ نے آنچ نہ آنے دی۔

۵: اجتماعیت و اخوت:

صحابہ کرامؓ کا معاشرہ باہمی الفت و محبت میں جسم واحد کی طرح تھا اور باہمی اتحاد و اجتماعیت میں ان کی کیفیت "بنیان مرصوص" سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح تھی' اوس و خزرج کی باہمی طویل خانہ جنگی اور سلسلہ کشت و خون اسلام کی برکت سے باہمی محبت و الفت میں اس طرح تبدیل ہوئی کہ منافق اور یہود مل کر بھی اس اجتماعیت میں دراڑ پیدا نہ کرسکے' اختلاف کو ہوا دینے والی چیزوں سے' ہر طرح کی بدگمانیوں اور بے جا خدشات سے اور افواہوں پر یقین کرنے سے صحابہ کرامؓ کا سماج پاک تھا اور اسی لئے اس میں مثالی اتحاد اور اخوت کا جذبہ تھا' جو دوسروں کو حد سے زیادہ متاثر و مرعوب کرتا تھا۔

۶: قول و عمل کی یکسانیت:

قرآن کریم کی صراحت کے مطابق قول و عمل کا تضاد اللہ کی نگاہ میں بے حد مبغوض عمل اور انسانی سماج کے لئے زہر قاتل ہے' معاشرے کی اصلاح کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ ہر فرد غازی کردار ہو' حضرت عثمانؓ نے اپنا اول خطبہ خلافت اس حقیقت کے اظہار سے شروع کیا تھا کہ آج مسلمانوں کو غازی کردار رہنما کی ضرورت ہے نہ کہ غازی گفتار رہنما کی' عہد صحابہ کرامؓ قول و عمل کی یکسانیت میں ممتاز تھا اور اس معاشرے کا ہر فرد جو کہتا تھا سب سے پہلے اس پر عمل کرکے دکھاتا تھا' چنانچہ اس کی تاثیر یہ سامنے آتی تھی کہ گروہ در گروہ لوگ آکر اسلام کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔

۷: پاکیزگی:

اسلام کا مطالبہ انسان سے ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے' صحابہ کا معاشرہ سے لے کر پیر تک پاکیزگی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا' ان کے دل و دماغ باطل خیالات اور باطنی امراض سے پاک تھے' ان کی نگاہ پاکیزہ تھی' ان کی خوراک و پوشاک پاک تھی' ان کا ماحول ظلم اور عریانیت سے پاک تھا' ان کی انفرادی زندگی کا ہر پہلو اور گوشہ پاکیزہ تھا' ان کی زبان پاک تھی اور ان کی سیاست بھی مکر و فریب سے پاک تھی' شراب کی رسیا عرب قوم کا جب اس کے ناپاک و حرام ہونے کا علم ہوا تو پورا مدینہ شراب کی لعنت سے پاک ہوگیا' تاریخ صحابہ پاکیزگی کے بے شمار ہمہ جہتی نمونوں سے مالا مال تاریخ ہے۔

۸: ادائے حقوق:

اسلام نے بندگان خدا پر حقوق عائد کئے ہیں' اللہ کے حقوق کی الگ فہرست ہے اور بندوں کے حقوق کی الگ' بلکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی نسبتاً زیادہ اہم قرار دی گئی ہے' صحابہ کرامؓ کی زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا جو اہتمام نظر آتا ہے وہ بے نظیر ہے۔

صحابہ کرامؓ کے قرآنی' ربانی اور ایمانی معاشرے کی بے شمار خصوصیات کے یہ روشن خطوط ہیں' اس لئے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک اسلامی معاشرہ ان خصوصیات کو اپنائے بغیر اور اسوۂ صحابہ کرامؓ کی پیروی کئے بغیر انسانی معاشرے کو نہ تو متاثر کرسکتا ہے اور نہ اپنی عملی زندگی میں کامیابی اور سعادت سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

☆☆.........☆☆

مذہب اسلام کے نئے باغی

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین' اسریٰ نعمانی' امینہ ودود' نوال السعداوی وغیرہ مسلم معاشرے کے ایسے فتنے ہیں' جنہوں نے اپنی فتنہ انگیزی کی ابتداء لبرل ازم مساوات مرد و زن' مسلم معاشرے کی گھٹن جیسے موضوعات پر مضامین لکھنے اور لیکچر دینے سے کی۔

اسلام دشمن پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا نے ان افراد کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا' یہ لوگ ایسے نام نہاد ایشوز پر بات کرتے ہیں' جس سے مسلم حلقوں میں ہلچل مچ جاتی ہے' اس قسم کے فتنے اسلام کے اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں' ابھی امینہ ودود کے فتنے نے سر اٹھایا تھا کہ ایک نیا فتنہ اور اسلام کا نام نہاد مفکر اور اسلام کے جدید ایڈیشن کے دعویدار نے سر اٹھالیا' یہ شخص طاہر اسلم گورا ہے' طاہر اسلم گورا ٹورنٹو کینیڈا میں "نیو اسلام فاؤنڈیشن" اور "انڈی پینڈنٹ مسلم میڈیا نیٹ ورک" کا بانی ہے' اس سے پہلے یہ شخص ٹورنٹو کینیڈا سے ہفت روزہ "وطن" شائع کرتا رہا' جسے فرزندانِ اسلام نے اسلام دشمن اور مسلمان دشمن ہفت روزہ قرار دیا' بنیادی طور پر یہ شخص افسانہ نگار اور ناول نگار ہے' پاکستان سے اس شخص کے افسانوں کے مجموعے چھپ چکے ہیں' اس کے ناولوں اور شعری مجموعوں کے روسی' ازبک اور انگریزی زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں' ان کے اس کاموں میں "چین کینیڈین جرنلسٹس فور فری رائٹرز یونین آف کینیڈا ایکسپریشن" جیسے ادارے اور دیگر بین الاقوامی اداروں اور تنظیمات نے ان کا بہت ساتھ دیا' اس کا انتہائی متنازعہ کام "نئے اسلام کا اعلان" کینیڈا اور امریکا کے غیور مسلمانوں میں کڑی تنقید کا نشانہ بن رہا ہے اور اس کے اسلام دشمن افکار و نظریات کی مختلف ذرائع سے اشاعت پر شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

طاہر اسلم گورا میاں نواز شریف کے دور حکومت میں سیاسی و نظریاتی اختلاف پر اس وقت کی حکومت کے خلاف تنقید کرنے کے جرم میں معتوب تھے' لاہور میں ان کا بڑا کتب خانہ تھا' پھر موصوف ٹورنٹو کینیڈا آ گئے' جہاں انہوں نے ہفت روزہ "وطن" کا اجراء کیا' جس پر یہ الزام تھا کہ یہ قادیانیوں کے فنڈ سے چلتا ہے۔

سانحہ گیارہ ستمبر کے بعد طاہر گورا نے نیا اسلام "نیو اسلام" کے نام سے ایک نئی مہم جوئی شروع کردی ہے' اس مہم پر بھی قادیانی پشت پناہی کا الزام ہے' کینیڈا سے اسلام پر چھپنے والی متنازعہ کتاب "The Troble With Islam" جس کی مصنفہ ارشاد مان جی ہے' اس کا اردو ترجمہ بھی طاہر گورا نے کیا اور طبع کروایا' اس اردو ترجمے کا نام "میں دھتکاری مسلمان کیسے بنی؟" رکھا گیا' یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسریٰ نعمانی' امینہ ودود' ارشاد مان جی' طاہر گورا یہ بڑے گہرے اور بے تکلف دوست ہیں' میرے پیش نظر طاہر گورا کا طویل ترین مضمون "کیا اسلام جدید ضابطہ حیات بن سکتا ہے؟" جس میں اس نے اسلام میں جدیدیت' ماڈرن ازم' اعتدال پسندی' روشن خیالی کا خوب خوب تڑکا لگایا ہے' مضمون پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نام نہاد دانشور اور افسانہ نگار اسلام دشمنی میں کس سطح پر اترا ہوا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان شہرت کے بھوکے' پیسے کے پجاری' لوگوں کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آ گئی ہے کہ گیارہ ستمبر کے بعد جو بھی اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرے گا' فائدے میں رہے گا' اور ان لوگوں کو اس بات کا بھی ادراک اور شعور ہے کہ اسلام میں جدید رجحانات کی مہم چلانے کے لئے اسلام میں نت نئی ترجیحات کا تعین کرنے کے لئے اور اسلام کی انوکھی تشریحات پیدا کرنے کے لئے امریکا اور کینیڈا سے زیادہ کوئی موزوں مقام نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ خود اپنے دین کا محافظ ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تسلیمہ نسرین چار مردوں سے شادی کے حق میں دلائل دیتی پھرتی ہے' کوئی بھی شخص اس کی بات سننا تو درکنار' اس سے بات کرنے کا روادار نہیں' آج ہندوستان میں بیٹھ کر وہاں کی سیٹیزن شپ کی بھیک مانگ رہی ہے' سلمان رشدی اپنے گھر میں خود قیدی بن گیا ہے' برطانیہ اس کی سیکورٹی کے اخراجات سے تنگ آ گیا ہے' ارشاد مان جی اپنے مسلم گھرانے میں پیدا ہونے پر ماتم کناں ہے' پھر اسریٰ نعمانی جنہوں نے شادی کے بغیر ہی اولاد پیدا کردی اور بعد میں خود کو لسبین قرار دے دیا۔

ایسی اخلاق باختہ عورتیں مذہب میں عورتوں

کے حقوق کی علم بردار بن کر سامنے آئیں گی تو ان کی کون سنے گا؟ اور اب یہ مسٹر طاہر اسلم گورا ہیں' جن کو مذہب اسلام میں شراب پر پابندی پر بڑا صدمہ اور دکھ ہے اور اسلامی معاشرے میں نائٹ کلبوں کے فقدان پر شدید دکھ ہے' پاکستان کے شہر قصور میں پیدا ہونے والے طاہر اسلم گورا نے اسلام کا جو جدید ایڈیشن یا نیا اسلام پیش کیا ہے' اس کے تحت اسلام کا اصل مسئلہ حلال گوشت' شراب اور نائٹ کلب ہیں' حالانکہ طاہر اسلم کو کینیڈا میں رہتے ہوئے اب کم از کم یہ معلوم ہونا چاہئے کہ امریکا' کینیڈا' یورپ میں رہنے والوں کی بہت بڑی تعداد شراب کو اسی قدر معیوب اور بُرا تصور کرتی ہے' جس قدر مسلمان سمجھتے ہیں۔

جہاں تک حلال و حرام گوشت کا تعلق ہے تو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ امریکا اور کینیڈا کے یہودی مسلمانوں کے حلال گوشت (ذبیحہ) کو بھی حرام تصور کرتے ہیں۔

امریکا اور یورپ تو اسلام میں دہشت گردی کے عنصر کے خلاف ہی صف آراء تھے مگر طاہر اسلم گورا' ارشاد مانجی' اسریٰ نعمانی' امینہ ودود اور ان کے رفقائے کار تو اسلام کی اساس کے خلاف ہی تلوار سونت کر کھڑے ہوگئے ہیں اور اس کی بنیادوں پر حملے کر رہے ہیں' کسی کو عورت کی امامت کا جوش گھر سے باہر نکال لایا ہے' کسی کو شراب پانی کی طرح تقسیم نہ ہونے کا دکھ مارے ڈال رہا ہے' جب مسلمان ان نام نہاد دانشوروں کی باتیں سنتے ہیں یا ان ناول نگار اور افسانہ نگاروں کی جانب سے اسلام پر حملہ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو ان کا ایمان کمزور ہونے کے بجائے اور مضبوط ہوتا ہے اور وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم اور اپنے نبی کی پاکیزہ سنتوں پر مزید عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں' اس کا ثبوت امریکا' کینیڈا' برطانیہ' آسٹریلیا ہی نہیں سارے یورپ میں مساجد اور اسلامک سینٹرز میں ہونے والی مثبت سرگرمیاں اس کا بین ثبوت ہیں' تقابل ادیان کے طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج صرف اسلام میں ہی نہیں' ساری دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے ماننے والوں میں بغاوتیں موجود ہیں۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسلام کے یہ باغی اور اسلام میں جدیدیت کا تڑکا لگانے والے اسلام کا نیا ایڈیشن پیش کرنے والے نئے لوگ نہیں ہیں' ایسی کوششیں پہلے بھی کی جاتی رہی ہیں' پچھلے دشمنانِ اسلام کا تو ذکر ہمیں تواریخ میں مل جاتا ہے' لیکن ان کی داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں' مذہبی انتہا پسندی کے مظاہر دنیا میں کل بھی موجود تھے' آج بھی موجود ہیں اور رہتی دنیا تک موجود رہیں گے۔

انسان کی طاقت' اس کی دہشت اور اس کی بربریت کو یقیناً لگام لگ سکتی ہے اور یہ لگام اس کو مذہب ڈالتا ہے' مذہب اسلام انسان کی نفسیاتی ضرورت بھی ہے اور اس کی دوا بھی' اس کا ثبوت نارتھ امریکا' یورپ' افریقہ اور اسٹریلیا میں انتہائی تعلیم یافتہ خواتین و حضرات کا قبول اسلام ہے' جب آپ ان سے قبول اسلام کی وجہ دریافت کریں تو ان کا جواب قرآن مجید کی تعلیمات' اسلام کی سادگی' اسلام میں خواتین کے حقوق' یہ الفاظ یا ان جیسے الفاظ پر مشتمل جملے ہوتے ہیں' مسٹر طاہر اسلم گورا' پروفیسر مہدی حسن یا جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال جتنا بھی جدید اسلام پیش کریں یا احکام خداوندی کی منسوخی کا مطالبہ کریں' وہ اسلام' شعار اسلام' احکام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے' کیونکہ انسان مذہب کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا' مذہب ہی ہے جو انسان کو جینے کا سلیقہ' زندگی کا طریقہ اور حوصلے عطا کرتا ہے' یہی مذہب کا حسن ہے' یہی اس کا کمال اور افادیت ہمارے نزدیک مسٹر گورا اور ان کے حواریں کو اتنے پاپڑ بیلنے کے ساتھ پرانے اسلام کے ساتھ چمٹے رہنے کی ضرورت نہیں' جب انہوں نے بنیادیں ہی بدلنی ہیں تو پھر اسے نیا اسلام کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے کوئی دھرم یا ازم کہہ لیں' مگر یہ بات یاد رکھیں کہ برصغیر کے ایک بہت بڑے شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کی سلطنت کا پورا جاہ و جلال بھی اسلام کو دین الٰہی کے نام سے بدلنے میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا' نہ ہی مشرکین و منافقین کی صدیوں پر محیط سازشیں مسلمانوں کو خدا' رسول اور قرآن و حدیث سے برگشتہ کرسکی ہیں اور نہ ہی اب یہ "نیا اسلام" جیسے حربے اور سازشیں کامیاب ہوسکیں گی انشاء اللہ۔ "نیا اسلام" کے بانی مسٹر گورا نے جن معاملات پر خامہ فرسائی کی ہے' آیئے دیکھیں غیر مسلم اسکالرز اور مستشرقین اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مشہور برطانوی مفکر و مورخ برنارڈ شا نے لکھا ہے:

"میں کسی ایسے دین یا اجتماعی نظام کو نہیں جانتا جو اس قسم کے عمدہ قوانین اور تعلیمات پر مشتمل ہو جن پر اسلام مشتمل ہے' میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ سو سال میں برطانیہ اور یورپ اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے۔"

معروف انگریز دانشور تھامس کارلائل نے لکھا ہے:

"قرآن کریم کے احکامات اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرسکتا ہے۔"

ڈاکٹر کرائل لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں عقائد' اخلاق اور ان کی بنا پر قوانین کا مکمل مجموعہ موجود ہے'

اس میں ایک وسیع سلطنت کی بنیادیں رکھی گئی ہیں، تعلیم عدالت، حربی انتظامات پر مشتمل نہایت محتاط قوانین موجود ہیں۔"

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے لکھا ہے:

"وہ وقت دور نہیں، جب قرآن کریم اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کرلے گا۔"

پروفیسر ڈاکٹر ہربرٹ لکھتے ہیں:

"قرآن مجید اخلاقی ہدایات اور حکمت و دانائی کی باتوں سے لبریز ہے، قرآن مجید نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی ہے جن افراد نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے، انسانی حیات کی کوئی بھی شاخ لے لیں ناممکن ہے کہ اس شعبے میں اس کی تعلیمات و رہنمائی نہ کرتی ہوں، میرا خیال ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیوی اور روحانی ترقی کرسکتا ہے۔"

یہ تو غیر مسلم اسکالرز کے الفاظ تھے جب کہ "نیا اسلام" کا بانی ملعون گورا لکھتا ہے:

"اب ہم مسلمانوں کی اکثریت کی اس سادگی کی طرف آتے ہیں کہ قرآن کے پاس تمام مسائل کا حل ہے اور اگر قرآن پر عمل ہوگیا تو مسلمان دنیا پر چھا جائیں گے دو تہائی قرآن میں ایسا کیا ہے جس کی بنیاد پر مسلمان دنیاوی، روحانی اور کائناتی ترقی میں سرفراز ہوسکتے ہیں؟ (نعوذ باللہ)۔"

"نیا اسلام" کے بانی کے نزدیک خدا کسی مذہبی خدا کا نام نہیں، بلکہ کائناتی خدا کا نام ہے۔ مگر ایک غیر مسلم محقق "ایچ میسلے" کے نزدیک:

"ایک خدا کی وحدانیت اور آخرت پر ایمان لاکر ہی انسان کی نجات ہوسکتی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ہی انسانیت کی نجات ہوسکتی ہے۔"

مسٹر کی اسمتھ لکھتے ہیں:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دنیا کی سب سے بڑا عجوبہ ہے، اس سے زیادہ حیران کن مظہر کا تصور بھی محال ہے، آپ نے انسان کو یہ سبق سکھایا کہ وہ اپنے آپ کو اپنے پورے وجود کو پوری روح کے ساتھ خدا کے سپرد کردے، انسان کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اس کا ہر عمل خدا کے احکام کے مطابق اور اس کے تابع ہو۔"

"نیا اسلام" کا بانی ملعون طاہر اسلم گورا پیغمبر اسلام محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انصاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے، لیکن اس ضمن میں ذرا غیر مسلم مفکرین کی آراء ملاحظہ فرمایئے:

مسٹر بی اسمتھ لکھتے ہیں:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاک باز اور صالح انسان تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہمیشہ پاک اور بے داغ رہا، حالانکہ اس معاشرے میں عورتیں کھلونا اور بے وقعت تھیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے وقعت مخلوق کو وقار بخشا۔"

ایک اور مشہور مستشرق جان بیکٹ کلب لکھتے ہیں:

"پیغمبرؐ کی شادیوں کے متعلق بہت کچھ کہا گیا، ہم اس بحث میں پڑنا پسند نہیں کرتے، تاہم یہ بات ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ آپؐ کے ساتھ شادی کے وقت صرف عائشہؓ کنواری تھیں، زینب بنت جحش مطلقہ تھیں اور باقی تمام بیوہ تھیں، مزید برآں پیغمبر اسلامؐ نے پچیس سال کی عمر میں خدیجہؓ سے شادی کی جو اس وقت بیوہ تھیں، اور عمر میں آپؐ سے کافی بڑی تھیں، پیغمبر اُن کی وفات تک چوبیس سال کا عرصہ ان کے ساتھ مکمل طور پر وفادار رہے۔"

طاہر اسلم گورا کے بقول آیات و احادیث میں اب کوئی کشش اور جان نہیں، اس لئے میں نے غیر مسلم مستشرقین کے معدودے چند حوالے پیش کئے ہیں، ورنہ یورپ و امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، افریقہ کی چھوٹی بڑی لائبریریوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی شخصیت سے متعلق کتب قرآن مجید اور احادیث کی حقانیت سے متعلق کتب بھری پڑی ہیں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس افسانہ نگار اور کہانی نویس طاہر اسلم گورا کو کسی لائبریری میں جاکر کتاب کے مطالعہ کی بھی توفیق نہیں ہوئی ہے، ممکن ہے جدیدیت، اعتدال پسندی، لبرل ازم کے شوق میں اپنے دانشوروں اور اسکالرز کی آرزو کرنے والے عناصر ان غیر مسلم دانشوروں اور اسکالرز کی آراء پڑھ کر یہ محسوس کرسکیں کہ مذہب اسلام (Out Of Date) نہیں ہے، جتنا وہ سمجھ رہے ہیں۔

مجھے امریکا کے ان غیور مسلمان خواتین و حضرات کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے کہ اگر یورپ، امریکا کے مسلمانوں نے فکر و تدبر سے اسلام کے ان باغیوں کی تحریر کو پڑھا تو وہ اپنے مذہب و عقیدے پر اور بھی مضبوطی سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے مذہب فطرت کی آواز ہے اسے نہ "نیا اسلام" کی آواز ختم کرسکتی ہے نہ جدیدیت ختم کرسکتی ہے اور نہ ہی روشن خیالی کی صدائیں اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں۔

☆☆..........☆☆

عبدالستار ایدھی

ملحدانہ عقائد ونظریات کے تناظر میں!

مولانا سعید احمد جلال پوری

روز اول سے یہ روش چلی آرہی ہے کہ اگر کچھ لوگ حق وصداقت کے علمبردار رہے ہیں تو کچھ ضلالت وگمراہی کے پاسدار بھی۔ ''چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کا فلسفہ بہت آسان اور راحت رساں ہے، جبکہ حق گوئی و بے باکی خصوصاً باطل پرستوں کے سامنے سینہ سپر ہونا جان جوکھوں کا کام ہے۔

اس لئے جن لوگوں کو موت، مابعدالموت اور آخرت کی جزاوسزا پر ایمان نہیں ہے، وہ ہمیشہ اپنے دنیاوی مفادات، چین وسکون، راحت وآرام اور اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کہنے اور کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

اگر انہیں اس مقصد کے لئے خدا، رسول، قرآن، حدیث، مسلمات دینیہ اور شعائر اسلام کا انکار و استہزا کرنا پڑے تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتے، وہ جانتے ہیں اور اپنے تئیں انہیں اس کا پختہ یقین ہے کہ ان کے دین ومذہب کے انکار سے، زیادہ سے زیادہ چند دین دار، مسلمان اور مذہبی لوگ ہی ان سے ناراض وخفا ہوں گے، اور ان کے ناراض یا خفا ہونے سے ان کا بظاہر کوئی نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ وہ قیامت اور فلسفہ جزاوسزا پر ایمان نہیں رکھتے، دوسری طرف دین ومذہب کی پاسداری اور طرف داری پر ان سے پوری عالمی قوتیں خفا اور ناراض ہوسکتی ہیں، جس سے کم ازکم ان کی دنیا اور دنیاوی مفادات تباہ وبرباد ہوسکتے ہیں، اس لئے وہ دنیا کی تباہی کے ''بڑے خطرے'' کی بجائے آخرت کے ''معمولی نقصان'' کو گلے لگانے میں ہی راحت و عافیت سمجھتے ہیں۔

کچھ اسی طرح کی صورت حال سے پاکستان کے ''نامور'' سماجی کارکن عبدالستار ایدھی صاحب بھی دوچار ہیں، عبدالستار ایدھی صاحب کو راقم الحروف اس وقت سے جانتا ہے جب وہ اپنے رفقا کے ہاں مطعون تھے، انہوں نے میٹھادر کراچی کی مبارک مسجد کے نیچے بنے ایک چھوٹے سے کمرے میں ایدھی والنٹیر کے نام سے کام شروع کررکھا تھا اور ان کے پاس اس مختصری جگہ کے علاوہ دوسرا کوئی مرکز نہ تھا، اور غالباً ان کے پاس چند ایک ایمبولینس بھی تھیں۔

یہ غالباً ۸۰/۱۹۸۱ء کا قصہ ہے، اس وقت بھی موصوف دین ومذہب اور اسلام سے متعلق کچھ اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے انہیں دنوں کی بات ہے کہ جب اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی کے مسلم قبرستان میں چوری چھپے ایک قادیانی کی تدفین کردی گئی، اور مسلمانوں کے غیظ وغضب، جلسے، جلوس اور احتجاج کے بعد حکومت کی جانب سے قادیانی مردہ کے اخراج کا فیصلہ ہوا تو قبر کشائی اور قادیانی مردہ کی منتقلی کے لئے ایدھی صاحب کی خدمات حاصل کرنے کا طے ہوا، راقم الحروف نے جب ان سے رابطہ کیا تو ایدھی صاحب خود اپنی ایمبولینس چلا کر وہاں پہنچے، اس دوران راقم الحروف بھی ان کے ساتھ تھا، اسی اثنا میں جب ان سے دین و مذہب کی بات ہوئی تو انہوں نے اس وقت بھی صاف گوئی سے دین ومذہب کے بارہ میں وہی کچھ فرمایا تھا جو آج فرماتے ہیں۔

آج سے ایک ماہ قبل ۲۷/مئی ۲۰۰۷ء روزنامہ جنگ کراچی کے سنڈے میگزین میں عبدالستار ایدھی صاحب نے سہیل وڑائچ کے سامنے اپنے انٹرویو میں دین ومذہب اور مسلمات دینیہ کے بارہ میں جو کچھ گل کھلائے ہیں، وہ کم ازکم ایک مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہیں، اس پر راقم الحروف کچھ لکھنا چاہتا تھا، مگر افسوس کہ مصروفیات اور ہجوم مشاغل کی وجہ سے اس پر قلم نہ اٹھاسکا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے روزنامہ جنگ کے قارئین کو جنہوں نے ایدھی صاحب کے باغیانہ خیالات وافکار اور ملحدانہ عقائد ونظریات کا سنجیدگی سے نوٹس لیا اور اس پر یکے بعد دیگرے روزنامہ جنگ کی سنڈے میگزین کی دو اشاعتوں میں دو مراسلے شائع ہوئے، جس میں ایدھی کے باغیانہ خیالات اور ملحدانہ افکار کی نقاب کشائی کی گئی ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایدھی صاحب کے انٹرویو کے ضروری اقتباسات اور ان ہر دو مراسلوں کو ذیل میں نقل کردیا جائے، لہٰذا پہلے ایدھی صاحب کا انٹرویو اور بعد میں ہر دو مراسلات ترتیب وار پیش خدمت ہیں:

ایدھی صاحب کے احمقانہ اور باغیانہ خیالات ونظریات:

''کچھ کرنے کا جنون ہو تو پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود سب کچھ کیا جاسکتا ہے، سماجی خدمت کے

جذبے سے سرشار عبدالستار ایدھی ہمارے معاشرے میں اس جنون کی کامیاب مثال ہیں‘ ان کا کام اب پورے ملک میں پھیل چکا ہے‘ پاکستان میں ان کے مداحوں کے علاوہ عالمی برادری میں نہرو خاندان اور کئی بین الاقوامی شخصیات ان کے کام کی معترف ہیں۔

عبدالستار ایدھی اپنے کام کے ساتھ ساتھ اپنے باغیانہ خیالات اور منفرد افکار کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے ہیں‘ مذہب ہو یا سیاست‘ سماج ہو یا معیشت ہر ایک کے حوالے سے ان کی رائے مختلف ہوتی ہے‘ ان کی بہت سی آراء سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی انفرادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا‘ گزشتہ دنوں ان سے کراچی میں ایک ملاقات ہوئی جس کی تفصیلات قارئین کی نذر ہیں:

جنگ:...... اپنی اور بچوں کی تعلیم کے بارے میں بتائیے؟

ایدھی:...... میں زیادہ نہیں پڑھ سکا بچوں کو تعلیم کے لئے امریکا بھجوایا لیکن اب وہ واپس آگئے ہیں بیٹا میرا ماسٹر کررہا ہے‘ میرے بچوں میں بھی سماجی خدمت کا بھرپور جذبہ پایا جاتا ہے‘ اسی لئے میرے بچے امریکا سے واپس آگئے میرا بیٹا میرے کام کو ہی آگے بڑھانا چاہتا ہے‘ میری بیٹی نے تو عید بھی زلزلے سے متاثرہ کشمیری عوام کے ساتھ گزاری۔

جنگ:...... آپ کیسی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان میں سے آپ کو کون سی کتاب سب سے زیادہ پسند آئی؟

ایدھی:...... میں نے گجراتی زبان میں کارل مارکس‘ لینن اور اسٹالن کی کتابوں کا مطالعہ کیا‘ میں نے واقعہ کربلا کو بھی تفصیل سے پڑھا‘ میرے اردگرد زیادہ تر کمیونسٹ موجود رہتے تھے‘ اس لحاظ سے میں نے زیادہ تر مطالعہ اس نظام کو سمجھنے کے لئے کیا‘ میں تو ظالم اور مظلوم کی جنگ کو ہر طرف دیکھتا ہوں۔

جنگ:...... کیا آپ بھی کمیونسٹ ہیں؟

ایدھی:...... میں پکا مسلمان ہوں اور مساوات پر یقین رکھتا ہوں‘ اللہ کی ذات پر پورا یقین ہے ہم اگر پکے مسلمان بن جائیں زکوٰۃ اور ٹیکس صحیح ادا کریں تو ہمیں امریکا سے مدد لینے کی ضرورت نہیں‘ ہم اپنے ہاتھوں خود قتل ہو رہے ہیں اور پوری قوم کو بھی قتل کررہے ہیں۔

جنگ:...... آپ کے خیالات کے مطابق کیا عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی ہونی چاہئے؟

ایدھی:...... میرے نزدیک قربانی کرنے کی بجائے اس رقم کو عوام کی فلاح کے لئے استعمال کرنا چاہئے‘ فلاح و بہبود پر خرچ کرنے سے نظام بہتر ہوگا‘ لیکن میں اس مسئلے میں زیادہ نہیں جانا چاہتا کیونکہ یہ سنت ابراہیمی کا مسئلہ ہے اور اس میں مولویوں کی جانب سے اختلافات آسکتے ہیں‘ مجھے لوگ قربانی کے پیسے دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ قربانی کا حصہ دے رہے ہیں‘ میں ان کی رقم سے قربانی کرتا ہوں‘ اس سے مجھے کھالیں بھی مل جاتی ہیں اور منافع بھی ہوجاتا ہے۔

جنگ:...... دنیا میں مذہب اب بھی ایک بڑی قوت ہے اور دنیا بھر میں اس کا عمل دخل ہے؟

ایدھی:...... دنیا بھر میں مذہبی لوگوں کو ٹھکرایا جاچکا ہے‘ صرف دو سے تین فیصد لوگ ایسے ہیں جو مذہبی حضرات کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ورنہ پادری اور ملا کا کردار ختم ہوچکا ہے اور اس کی مذہبی تشریحات کا پردہ کھل چکا ہے‘ البتہ لوگ کھلے عام بغاوت کرنے سے ڈرتے ہیں۔

جنگ:...... یہ مذہبی لوگ کون ہیں اور آپ کا ان سے اختلاف کیا ہے؟

ایدھی:...... مذہبی اور سماجی یہ سب لوگ ظالم کی کیٹیگری میں آتے ہیں‘ مولوی بھی سرمایہ دار ہے‘ اس کے ایجنٹ سماجی کارکن ہیں‘ پاکستان کی ساٹھ سالہ زندگی میں یہ مولوی لوگ ہر دس سال بعد کھڑے ہوجاتے ہیں کبھی نظام مصطفیٰ کے لئے‘ کبھی اسلام کے لئے‘ کبھی جمہوریت کے لئے‘ یہ سارے نعرے دراصل سرمایہ دارانہ ایجنٹوں کے نعرے ہیں۔

جنگ:...... غربت کیسے مٹ سکتی ہے؟

ایدھی:...... ایماندارانہ ٹیکس دینے اور زکوٰۃ دینے سے غربت خدا نے پیدا نہیں کی بلکہ ہم نے امیر اور غریب کی تقسیم پیدا کرکے کی ہے۔

جنگ:...... بقول آپ کے جب مذہبی لوگوں کا کنٹرول ختم ہورہا ہے تو پھر زکوٰۃ کیسے اکٹھی ہوگی؟

ایدھی:...... یہاں لوگ ایک فیصد بھی زکوٰۃ نہیں دے رہے‘ اللہ کے قانون کے ساتھ مذاق کررہے ہیں۔

جنگ:...... آپ کی نظر میں پاکستان میں کون سا سیاسی نظام آنا چاہئے؟

ایدھی:...... اس ملک کا نظام تب درست ہوگا جب کوئی خلیفہ آئے اور سختی سے ملک کا نظام ٹھیک کرے‘ اسلام کا سیاسی اور معاشی نظام اب بھی سب سے بہتر ہے۔

جنگ:...... کیا آپ ڈکٹیٹر شپ کے حامی ہیں؟

ایدھی:...... بالکل حامی ہوں‘ اسی سے کام لیا جاسکتا ہے ذوالفقار علی بھٹو اچھا تھا‘ مشرف کو بھی پسند کرتا ہوں کیونکہ کم از کم جنرل مشرف کی کوئی رائے تو ہے‘ حکومت میں کوئی کسی بھی طریقے سے آئے لیکن ڈکٹیٹر شپ بہتر ہے‘ پارلیمنٹ کے اندر ایک چیئرمین ہوتا ہے اور وہ ہر قسم کی فضولیات سنتا رہتا ہے اور پھر وہی ان پر سائن کرتا ہے ہم لوگ اسلام کا نعرہ تو لگاتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

جنگ:...... پاکستان میں تو اسلام پر بہت عمل ہوتا ہے‘ یہاں تو لوگ کشمیر اور افغانستان میں جہاد تک کررہے ہیں؟

ایدھی:...... یہ شارٹ ٹائم میں جنت میں جانا چاہتے ہیں لانگ ٹائم میں نہیں' جہاد وہ ہے جو غریب کے لئے لڑا جائے' میں غربت ختم کرنے کے لئے جہاد کر رہا ہوں اور یہی اصل جہاد ہے۔

جنگ:...... نائن الیون کے واقعے کو آپ کیسے دیکھتے ہیں؟

ایدھی:...... یہ سیاسی گیم ہے' مذہبی نہیں' یہ سرمایہ داروں کی سازش ہے تا کہ قوموں اور برادریوں کو آپس میں لڑایا جائے میں نہیں سمجھتا کہ افغانستان کے لوگوں یا مسلمانوں کی طرف ایسا مسئلہ ہے کیونکہ ان میں اتنی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ یہ واقعہ کر سکتے۔

جنگ:...... آپ کی پسندیدہ جگہ کون سی ہے؟

ایدھی:...... مجھے ایئرپورٹ بہت اچھے لگتے ہیں' مجھے وہ زمین پر خدا کی جنت محسوس ہوتے ہیں' یہ ایئرپورٹ دبئی کا ہو' لندن کا ہو' امریکا کا ہو یا کینیڈا کا ہر جگہ پر جنت کا سا ماحول نظر آتا ہے' ایسے ماحول کے بعد ہمیں اپنا ماحول جہنم لگتا ہے' عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر جتنی چوریاں ایک دن میں ہوتی ہیں' اتنی چوریاں سال بھر میں نہیں ہوتیں کیا آپ کو علم ہے اس موقع پر ۱۰۰ میں سے ۹۹ افراد کی چوریاں ہوتی ہیں' اب آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارا اندرونی حال کیا ہے اور ہم اس مقدس موقع پر بھی ہیرا پھیری اور چوری سے باز نہیں آتے۔

جنگ:...... کیا آپ سماجی کام میں کسی سے متاثر ہوئے؟

ایدھی:...... میری ماں نے میرے دل میں امیر اور غریب کا فرق واضح کر دیا تھا' میں ایک کپڑا مارکیٹ میں کام کرتا تھا تو میں نے امیر اور غریب کا فرق دیکھا' سارا جھوٹ ہی نظر آیا پھر میں نے ایک دواخانہ میں کام کیا' وہاں بھی غریب کے ساتھ زیادتی دیکھی' غریب کو آسانی سے دوا نہیں ملتی تھی' پھر میں نے ایک ڈسپنسری کھولی خوب محنت کی' پھر چھ سات ڈسپنسریاں مزید بنائیں مجھے ۴۴ ہزار کا چندہ مل گیا' ۱۹۵۴ء میں یہ رقم لاکھوں کے برابر تھی ۹ ہزار خرچ کیا باقی رقم سے جگہ اور ایمبولینس خریدی' یوں میں نے ۱۹۵۵ء سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا' سرمایہ داروں کے خلاف آواز اٹھائی مجھے مارا پیٹا گیا' برادری نے مجھے نکال دیا اور اخلاقی لحاظ سے بائیکاٹ کیا' لیکن میں نے سرمایہ دار کے خلاف جدوجہد جاری رکھی اور اپنے مشن پر قائم رہا' ہمارے ہاں ایسے کام آسان نہیں' یہاں خاموشی سے قتل کروا دیا جاتا ہے' غریب کو خرید کر اس سے قتل کروا دیتے ہیں' یہ ہمارے سیاسی' مذہبی اور سماجی حلقوں کے دھندے ہیں۔

جنگ:...... گاندھی کیسے آدمی تھے' وہ بھی تو سماجی خدمت پر یقین رکھتے تھے؟

ایدھی:...... گاندھی سوشل تھا' لیکن یہ چیز اس کی زندگی کے آخری حصے میں پیدا ہوئی' اس کی پوری زندگی ایسی نہ تھی وہ بھی وکیل تھا' تمام دھندے کرتا تھا اور جھوٹ سچ کے معاملات میں شامل رہا' لیکن اس نے زندگی کے آخری ایام انسانیت کے لئے وقف کر دیئے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ دو لڑکیوں کو رکھتا تھا' میں بھی اس طرح کرتا ہوں۔

جنگ:...... آپ گاندھی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں' ان پر تو الزامات بھی لگتے تھے؟

ایدھی:...... میں نے دو بچیوں کو پالا ہے بیٹیوں کی حیثیت سے' میری بیوی اور یہ بچیاں میرے ساتھ ہوتی ہیں' جہاں بھی ظالمانہ نظام ہوگا تو یہ لوگ الزامات تو لگائیں گے' یہ سب ایک ہی برادری کے لوگ ہیں' میرے اوپر بھی کافی الزامات لگائے گئے' اب یہ لوگ الزامات لگا لگا کر تھک چکے ہیں' میں بہت سے لوگوں کے لئے موضوع بحث رہا ہوں۔

جنگ:...... چندہ آپ کیسے اکٹھا کرتے ہیں اور سالانہ کتنا چندہ مل جاتا ہے؟

ایدھی:...... میں کبھی چندہ نہیں لینے گیا' اللہ تعالیٰ مجھے خود ہی دے دیتا ہے' اتنا مل جاتا ہے کہ تمام ضروریات خود بخود پوری ہو جاتی ہیں' سالانہ تقریباً دو ارب روپے کا چندہ مل جاتا ہے' پاکستان چندہ دینے میں دنیا بھر کے ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے۔

جنگ:...... آپ کو چندہ دینے والوں میں اسمگلر' ذخیرہ اندوز' بلیک مارکیٹر اور منشیات فروش بھی شامل ہیں' آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟

ایدھی:...... ایسے لوگ تو مجھے چندہ نہیں دیتے' کوئی سرمایہ دار مجھے چندہ نہیں دیتا اور نہ ہی ایسا کوئی ریکارڈ میرے پاس ہے۔

جنگ:...... یہ جو بڑی بڑی کوٹھیاں آپ کو ملی ہیں وہ تو ذخیرہ اندوزوں اور منشیات فروشوں نے دی ہیں؟

ایدھی:...... چند لوگ ہیں جو مجھے شروع سے چندہ دیتے ہیں' یہ ان کی اپنی نیت پر ہے' مجھے تو رنڈی بھی چندہ دیتی ہے تو لوگوں کی نیت دیکھتا ہوں کہ اللہ کے نام پر انہوں نے صدقے کا ایک بکرا تو دیا ہے' مجھے صرف ان کی خیرات سے سروکار ہے' میں مزید بحث میں نہیں پڑتا' لیکن مجھے چندہ چھوٹا طبقہ زیادہ دیتا ہے' ملک سے حاصل ہونے والے کل چندے سے ۹۰ فیصد چندہ پنجاب سے حاصل ہوتا ہے' پنجاب کے لوگ دل کھول کر چندہ دیتے ہیں' مجھے کہا جاتا ہے کہ پنجاب بڑی قوم ہے' اس لئے چندہ زیادہ دیتی ہے تو میں انہیں کہتا ہوں کہ تم چھوٹی قوم ہو تم لوگ بھی اس حساب سے چندہ دو۔

جنگ:...... رومانس آپ کی زندگی کا حصہ رہا ہے' آپ نے دنیا میں سب سے حسین خاتون کہاں دیکھی؟

ایدھی:...... میں نے لبنان میں بہت خوبصورتی

دیکھی ہے' وہاں کا حسن بے مثال ہے' میں نے حسین چہرے لبنان میں بہت دیکھے۔

جنگ:..... کسی سے اظہار محبت بھی کیا؟

ایدھی:..... نہیں' میں کھل کر بات کرنے والا ہوں' اب میری عمر ۸۰ برس سے اوپر ہے' لیکن لڑکیوں نے مجھے پیشکش کی ہے کہ وہ میرے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں' ایک فلسطینی اور ایک لبنانی لڑکی نے مجھے پیشکش کی۔

جنگ:..... انہوں نے آپ کے ساتھ کام کیا؟

ایدھی:..... لبنان میں ابھی کام کر رہی ہیں' اب میں وہاں ایک سینٹر بنا رہا ہوں' ۱۳ ایمبولینس وہاں بھیج دیں' مزید سات ایمبولینس چین سے منگوا کر بھیج دی ہیں' ایک خوبصورت لڑکی نے مجھ سے وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ کام بھی کرے گی۔

جنگ:..... سماجی خدمت کے علاوہ آپ کے اور کیا شوق ہیں؟

ایدھی:..... میوزک سننے کا عادی ہوں' عرب گلوکارہ ام کلثوم کا میوزک سنتا ہوں' اس کی آواز پر میں فدا ہوں' نور جہاں اور سہگل کو بھی پسند کرتا ہوں' نور جہاں سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔

جنگ:..... کبھی کوئی فلم دیکھی؟

ایدھی:..... ایک ہی فلم دیکھی "پکار" یہ پاکستان بننے سے پہلے کی فلم پکار ہے۔

جنگ:..... آپ کے بیٹے کی بھی شادی ہو گئی ہے؟

ایدھی:..... اسے کسی پاکستانی نے لڑکی نہیں دی' اب وہ سربیائی لڑکی سے شادی کر رہا ہے' میں نے بیٹے کو ہدایت کی کہ مولوی کے پاس نہیں جانا' پھر میں نے اپنے بیٹے کی فون پر اپنی اہلیہ سے بات کروا دی اور کہا بیٹا دو گواہ بن گئے اور تیری شادی ہو گئی ہے۔

جنگ:..... تو کیا آپ نے نکاح کسی مولوی صاحب سے نہیں پڑھوایا؟

ایدھی:..... مولوی کی بالکل کوئی ضرورت نہیں لڑکی لڑکے کے بیچ نکاح ہو گیا تو بس بات ختم' مرد اور عورت کے درمیان آپس میں قبول وایجاب کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے' یہ قرآن کریم کا حکم ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے' البتہ مرد کا حق مہر دینا ضروری ہے' شادی کے گواہ بعد میں آہستہ آہستہ بن جاتے ہیں۔

جنگ:..... کیا لڑکی کو جائیداد میں حصہ دینا چاہئے؟

ایدھی:..... بالکل دینا چاہئے اور برابر حصہ ملنا چاہئے' میرے نزدیک لڑکی' ور لڑکے کا حصہ برابر ہونا چاہئے' دو ہوں تو دو دے دو' یہاں تو لوگ یتیم کا حق بھی کھا لیتے ہیں۔

جنگ:..... وہ کیسے؟

ایدھی:..... ایک یتیم کو جب اولاد بنا لیا جاتا ہے تو اس کے گارڈین بنائے جاتے ہیں' مگر اس یتیم کو گارڈین کے مرنے کے بعد کچھ نہیں دیا جاتا' اگر وہ شخص اپنی زندگی میں ہی دے دے تو پھر تو اس کو کچھ مل سکتا ہے' یہ لوگ مذہب کو آڑ بنا لیتے ہیں' مذہب لکھنے اور کہنے کی حد تک ہے' اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ (اسی دوران بیگم بلقیس ایدھی بھی آ گئیں)۔

جنگ:..... (بلقیس صاحبہ) آپ نے ان کی دوسری شادی پر تنقید کی تھی' حالانکہ انہوں نے شادی تو آپ کے مشورے سے کی تھی؟

بلقیس ایدھی:..... شادی یہ پہلے ہی کر چکے تھے تو بعد میں یہ کورے کاغذ پر دستخط لینے گئے' میں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا اس نے کہا مان جاؤ' وگرنہ تمہارے منع کرنے پر تمہیں چھوڑ دے گا' پھر بچوں کو لے کر تم کہاں جاؤ گی' اور یہ ماحول اور معاشرہ بھی یہی کہتا ہے کہ مرد دوسری بیویاں کرتے ہیں اور یہ گناہ نہیں' یہ اس کا ذاتی فعل ہے' اس کو منع نہ کر' میں نے دل بڑا کیا اور ان کی مرضی کو قبول کیا' لیکن یہ مجھے اس کے سامنے بہت ذلیل کرتے تھے' وہ تین ہزار کی پرفیوم لگا کر ان کو متاثر کرتی تھی' میرے پاس نہ تو اتنی رقم تھی اور اگر میں لگا بھی لیتی تو شاید ان کو اچھی نہ لگتی' وہ ہمیشہ چوریاں کرتی تھی' لیکن یہ کبھی میری بات نہیں مانتے تھے۔

جنگ:..... کتنی چوری کی تھی؟

بلقیس ایدھی:..... تقریباً سات کروڑ روپے اپنے بھائی کی مدد سے چوری کر کے لے گئی' جس سے انہوں نے دکانیں گھر وغیرہ خریدے۔

جنگ:..... اب وہ کہاں ہے اور کیا وہ آپ سے طلاق لے کر گئی ہیں؟

ایدھی:..... اس نے اب ایک مذہبی بندے کے ساتھ شادی کر لی ہے اور مجھ سے طلاق بھی نہیں لی۔

بلقیس ایدھی:..... جس سے اس نے شادی کی ہے وہ ہمارا ملازم تھا اور اس کی چار ہزار تنخواہ تھی' مال میں بڑی طاقت ہے' اس لئے اب وہ ہمارے ملازم کے ساتھ ہے' اگر ایدھی صاحب نیب کو شکایت کریں تو نیب خود اس شخص سے پوچھ لے گی کہ تمہاری چار ہزار تنخواہ تھی تو تم نے گاڑیاں بنگلے اور دکانیں کہاں سے بنائیں۔

جنگ:..... ایدھی صاحب آپ نیب کو کیوں اطلاع نہیں دیتے؟

بلقیس ایدھی:..... اصل میں ان کو ابھی بھی یقین ہے کہ وہ ان کے پاس ضرور آئے گی' یہ ابھی بھی اسے بسانے کے خواب دیکھ رہے ہیں' اور کہتے ہیں کہ اگر وہ آئے گی تو میں ضرور رکھوں گا۔ ایدھی صاحب کہتے ہیں اگر بیوی کو سبق سکھانا ہو تو دوسری شادی کرلو کسی کو پریشان کرنا ہو تو اسے پرانی گاڑی یا پرانا گھر خرید کر لے دینا چاہئے' ایدھی صاحب اسے بہت چاہتے ہیں حالانکہ وہ موٹی ہے ان کے نزدیک بیوی موٹی اور چوڑی ہونی چاہئے' کرسی پر بیٹھے تو رعب

پڑے مجھے تو لوگ ان کی بیوی مانتے ہی نہیں‘ جب بھی کوئی آتا ہے تو مجھ سے بات کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ ہمیں بلقیس ایدھی سے بات کرنی ہے۔

جنگ:……عورت کو پردہ کرنا چاہئے؟

بلقیس ایدھی:……پردہ دل کا ہوتا ہے‘ آنکھوں کا پردہ ہونا چاہئے‘ آنکھوں میں بے شرمی اور بے حیائی ہو تو پردہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جنگ:……عورت کو گھر سے باہر نکل کر کام کرنا چاہئے؟

ایدھی:……بالکل کرنا چاہئے‘ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔

جنگ:……حج کے بارے میں آپ کا کیا نقطہ نظر ہے؟

ایدھی:……حج ٹھیک ہے کرنا چاہئے لیکن جو استطاعت رکھتے ہوں اور حلال طریقے سے کمائی گئی رقم ہو ورنہ حج کا کوئی فائدہ نہیں‘ دو نمبر کمائی اور ناجائز کمائی سے حج نہیں ہوتا۔“ (روزنامہ جنگ‘ کراچی ”سنڈے میگزین“ ۲۷/مئی ۲۰۰۷ء ص:۶ تا ۸)

پہلا مراسلہ:

اس پر روزنامہ جنگ کراچی کی قاریہ زرین انصاری صاحبہ کا مختصر مگر پُرمغز تنقیدی جائزہ ملاحظہ ہو:

روزنامہ جنگ ۲۷/مئی ۲۰۰۷ء کے سنڈے میگزین میں عبدالستار ایدھی کا انٹرویو پڑھا‘ نہ تو مجھے لفاظی آتی ہے اور نہ ہی میں کوئی تنقید نگار ہوں‘ میں تو ایک عام سی گھریلو خاتون ہوں اور استاد کے مرتبے پر فائز ہوں۔

اس انٹرویو کو پڑھنے سے پہلے ہمارے دلوں میں ایدھی صاحب کی بہت قدر تھی‘ کہ کس قدر بے لوث خدمت کا جذبہ ان کے اندر ہے؟ اور ہم ان پر رشک کرتے تھے خصوصاً میں تو اللہ سے دعا کرتی تھی کہ سب مسلمانوں کے دل میں‘ اللہ ایسا ہی انسانیت کی خدمت کا جذبہ پیدا فرمادے‘ لیکن ایدھی صاحب کا انٹرویو پڑھنے کے بعد غم کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا‘ ان کے دین کے متعلق باغیانہ خیالات جاننے کے بعد ہمارے ذہنوں میں ان کی شخصیت کا جو بت تھا وہ دھڑام سے گر کے چکنا چور ہوگیا۔

ایدھی صاحب سے جب یہ سوال کیا گیا کہ: ”کیا آپ کمیونسٹ ہیں؟“ تو اس کا جواب تھا کہ میں پکا مسلمان ہوں‘ ساتھ ہی دوسرے اس سوال پر: ”کیا عیدالاضحی پر قربانی ہونی چاہئے؟“ تو ایدھی صاحب کا جواب تھا کہ قربانی کے بجائے اس رقم کو عوام کی فلاح کے لئے استعمال ہونا چاہئے‘ تو عرض ہے کہ: ”قربانی کرنا واجب ہے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی‘ جس عمل کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال لگاتار کیا اور کسی سال نہ چھوڑا تو یہ اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔“ قربانی کی فضیلت کے بارے میں مسند احمد میں ایک حدیث پاک ہے کہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں‘ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”یہ قربانیاں کیا ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا: قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے‘ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے اور اُون کے متعلق فرمایا کہ: اس کے ایک ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے“ اہل اسلام سے گزارش ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کی باتوں میں آکر ترک نہ کریں‘ جو شعائر اسلام میں شامل ہوں۔

ایدھی صاحب تمام مذہبی اور سماجی لوگوں کو ”ظالم“ کی کیٹیگری میں لے آتے ہیں‘ جس کا مطلب ہے کہ یہ خود سب سے بڑے ظالم ہیں‘ ان کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ یہ مذہبی لوگوں پر ظالم کا ٹھپہ لگائیں؟ جو لوگ افغانستان یا کشمیر میں جہاد کررہے ہیں‘ ان کے متعلق ایدھی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ شارٹ ٹائم میں جنت جانا چاہتے ہیں‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: ”اگر کسی شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا خیال آیا‘ وہ نفاق کی موت مرا۔“

ایدھی صاحب کی پسندیدہ جگہوں میں لندن‘ دبئی‘ امریکا اور کینیڈا کے ایئرپورٹ ہیں‘ ان کو یہ سب جنت لگتے ہیں اور یہی سب دیکھنے کے بعد ان کو اپنا ماحول جہنم لگتا ہے (پسندیدہ جگہوں کی فہرست میں کراچی ایئرپورٹ کا کوئی ذکر نہیں ہے) پھر ایدھی صاحب نے اپنے بیٹے کی شادی سربیائی لڑکی سے کرائی‘ بقول ان کے شادی کے لئے کسی مولوی کی ضرورت نہیں رہے گواہ تو وہ خود ہی بن جائیں گے انہوں نے فون پر دونوں فریقین کی بات کرواکے فرمایا: ”شادی ہوگئی“ بقول ان کے لڑکے اور لڑکی کے درمیان ایجاب وقبول سے نکاح ہوگیا‘ میری علمائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ بتائیں: کیا ایسی بات زنا کا دروازہ کھولنے کے مترادف نہیں ہے؟ آج جس کا دل چاہتا ہے‘ وہ اپنی مرضی سے دین اسلام میں کمی بیشی کرلیتا ہے اور ہمارے کتنے ہی سادہ عوام ان کی باتیں سن کر دھوکے میں آجاتے ہیں؟ ایدھی صاحب خدارا! یوں دین اسلام کی کھلی نافرمانیاں نہ کریں‘ جو احکامات اللہ نے کھول کھول کر قرآن کریم میں بیان فرمادیئے ہیں‘ جن میں کوئی شکوک وشبہات کی گنجائش ہی نہیں‘ آپ ان میں کیوں شبہات پیدا فرمارہے ہیں؟ لوگوں کو کیوں گمراہ کرتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱ میں فرماتا ہے: ”تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تم کو ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں برابر ہے۔“

جب کہ ایدھی صاحب کے بقول: ان کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کا حصہ برابر ہونا چاہئے

(نعوذ باللہ!) اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم فرمایا ہے‘ شریعت نے چونکہ خاندانی نظام میں مرد کے اوپر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے‘ لہٰذا یہ عین انصاف کا تقاضا ہے کہ میراث میں عورت کا حصہ مرد کی نسبت کم رکھا جاتا۔

ایدھی صاحب کی دوسری شادی کے حوالے سے بلقیس ایدھی نے بتایا کہ ان کی دوسری بیوی ۷ کروڑ روپے لے کر بھاگ گئی‘ یہ کروڑ روپے کس کے تھے؟ یہ عوام کے پیسے تھے جو کہ ظاہر ہے‘ عوام ہی پر خرچ ہونے تھے تو کون دے گا؟ ان کا حساب! اس پر مزید یہ کہ بقول ایدھی صاحب اس دوسری بیوی نے ان سے طلاق لئے بغیر دوسری شادی کرلی‘ تو ظاہر ہے جب آپ کے مذہب میں لڑکے‘ لڑکی کے ایجاب وقبول کے بعد کسی مولوی کی‘ نکاح کی اور گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں‘ تو جس طرح آپ دونوں نے ایجاب قبول کیا ہے‘ ایسے ہی اس لڑکی نے بھاگنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے ایجاب وقبول کرلیا ہوگا؟ اس عمر میں بھی باباجی اس انتظار میں ہیں کہ وہ ضرور ان کے پاس آئے گی اور یہ اس کو دوبارہ رکھ لیں گے۔ (ماشاء اللہ) لگتا ہے ایدھی صاحب اپنے اس انٹرویو میں اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے جو نجانے اللہ تعالیٰ کی کسی مصلحت کے تحت‘ یا انٹرویو لینے والے کی غیرت ایمانی سے نہ ہوسکا‘ یا اسے لکھنے نہ دیا گیا۔

ایدھی صاحب‘ خدارا! اللہ کا خوف کریں‘ اس کی آیات کا‘ احکامات کا ایسا کھلا انکار نہ کریں‘ ہم سے پہلے بھی جھٹلانے والوں پر اللہ کا کیسا کیسا عذاب آیا ہے‘ منہ سے اتنا کفر نکالنے سے پہلے ان لوگوں کا انجام بھی سوچ لیں‘ جن پر جہنم کی وعیدیں آئی ہیں۔ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۶ تا ۲۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اللہ چاہتا ہے تم پر ان طریقوں کو واضح کرے اور ان ہی طریقوں پر تمہیں چلائے‘ جن کی پیروی تم سے پہلے گزرے ہوئے صلحا کرتے تھے‘ وہ اپنی رحمت کے ساتھ تم پر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ علیم بھی ہے اور دانا بھی‘ ہاں! اللہ تو تم پر رحمت کے ساتھ توجہ کرنا چاہتا ہے‘ مگر وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفس کی پیروی کررہے ہیں‘ وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے ہٹ کر دور نکل جاؤ‘ اللہ تم سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے‘ کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔‘‘

آخر میں اتنا ہی کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

(روزنامہ جنگ سنڈے میگزین‘ ۱۰/جون ۲۰۰۷ء ص:۲۹)

دوسرا مراسلہ:

اس کے ایک ہفتہ بعد روزنامہ جنگ کے قاری جناب پروفیسر خیال آفاقی صاحب نے نہایت خوبصورت انداز میں ایدھی صاحب کی دین ومذہب سے بغاوت اور اس کے وجوہ واسباب بیان کرتے ہوئے لکھا:

’’محترم انچارج سنڈے میگزین! السلام علیکم!

عرض یہی ہے کہ کوئی بھی شخص‘ کسی بھی حیثیت اور کسی بھی منصب پر فائز ہو‘ جب وہ اپنے کام سے ہٹ کر دوسرے شعبے پر‘ جس سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہ ہو‘ تنقید وتبصرے کرنے بیٹھ جاتا ہے‘ تو اس کی بے اصل اور بے سروپا باتیں اس کے اپنے کام کو بھی‘ مشکوک بنادیتی ہیں‘ ایسا ہی کچھ تاثر عبدالستار ایدھی صاحب کے انٹرویو میں بیان کردہ گفتگو سے ملتا ہے‘ جو ۲۷/مئی ۲۰۰۷ء کے سنڈے میگزین کے صفحات میں شائع ہوا‘ ایدھی صاحب سماجی کارکن کی حیثیت سے‘ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں‘ میں خود بھی انہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب انہوں نے کھارادر اور چپل بازار میں ایک چھوٹی سی چیریٹیبل ڈسپنسری سے اپنے فلاحی کام کا آغاز کیا تھا اور آج ان کے وسیع نیٹ ورک سے بھی کسی کو انکار نہیں اور یہی وہ مقام ہے کہ ایدھی صاحب کو رب العالمین کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے اپنے ایک معمولی بندے سے جو اپنی ذات میں‘ کوئی قابل ذکر خوبی کا حامل نہ تھا‘ اتنا بڑا کام لے لیا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دل ایدھی فاؤنڈیشن کے لئے گداز کردیئے اور لوگ آنکھیں بند کرکے اس ادارے سے بھرپور مالی تعاون کرنے لگے‘ لیکن افسوس! ایدھی صاحب اس حقیقت کو محسوس کرنے کی بجائے سارا کریڈٹ خود لے بیٹھے اور شہرت کے خناس نے انہیں الناخدا سے باغی کردیا‘ جیسا کہ سہیل وڑائچ صاحب نے انٹرویو کے شروع میں کہا کہ: ’’عبدالستار ایدھی اپنے کام کے ساتھ ساتھ اپنے باغیانہ خیالات اور منفرد افکار کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔‘‘ یہ وہی بات ہے جو ہم نے شروع میں بیان کی کہ جس شعبے سے آپ کا دور کا واسطہ نہیں‘ اس پر آپ اپنے باغیانہ خیالات کا اظہار فرمائیں گے‘ تو دراصل وہ باغیانہ نہیں بلکہ احمقانہ خیالات کہلانے کے زیادہ حق دار ہوں گے‘ ایک ایسا طالب علم جس نے کبھی نصاب کی کتابوں کو کھول کر نہیں دیکھا‘ کبھی مکتب نہیں گیا‘ کسی استاد کی صحبت اختیار نہیں کی‘ بلکہ ان سے کشیدہ اور بدگمان رہا‘ لیکن جب کمرۂ امتحان میں اس کے سامنے پرچہ سوالات آیا تو وہ بجائے درست جواب دینے کے‘ پرچہ بنانے والے‘ نصاب مقرر کرنے والے اور امتحان اور نگران امتحان کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنے بیٹھ گیا‘ تو عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص‘ اس طالب علم کی ذہنی کیفیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے‘ پھر اگر ایسے غبی اور کام چور طالب علم کو نقل کرنے اور امتحان میں غلط ذرائع استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے‘ تو اس کی بغاوت یقیناً اطاعت میں بدل جائے

گی تعلیم کے کسی شعبے سے اسے کوئی شکایت نہیں رہے گی سب کچھ اچھا لگنے لگے گا' بعینہ یہی کیفیت ایدھی جیسے افراد کی ہے کہ جہاں وہ اپنے مخصوص عزائم کی راہ میں دین و مذہب کو مزاحم دیکھتے' جھنجلا جاتے ہیں اور اس طرح کے "باغیانہ خیالات" کا اظہار فرمانے لگتے ہیں جیسا کہ ایدھی صاحب کے افکار عالیہ سے اندازا ہوتا ہے' آپ خود سوچئے' موصوف ایک خدمت خلق کا فلاحی ادارہ چلا رہے ہیں' جو اسی ملک میں قائم ہے' جس کی سرزمین پر بسنے والوں کو وہ چور' بے ایمان اور بددیانت فرما رہے ہیں' انہی "بے عمل" مسلمانوں کے چندے سے ان کی شہرت کا یہ مینار قائم ہو سکا ہے' جہاں رہ کر وہ شادیوں کی سنچری پورا کرنا چاہتے ہیں' ایک بیگم جو انہیں داغ مفارقت نہ دے گئی ہوتی تو اسی فلاحی ادارے کے بیت المال سے چار ہزار روپے روزانہ اپنے میک اپ پر خرچ کر رہی ہوتی اور ایدھی صاحب کی امانت داری پھر بھی برقرار رہتی' جاتے ہوئے بیگم صاحبہ' کروڑوں روپیہ لے گئیں' ایدھی صاحب کی جیب سے کیا گیا؟ "بے عمل اور بے ایمان" مسلمانوں کا مال تھا اور آ جائے گا۔

بیٹے کو اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھیجا' اب ایدھی صاحب ہی بتا سکیں گے کہ تعلیمی اخراجات کے لئے انہوں نے اپنے کس تجارتی ادارے سے رقم منہا کی تھی؟ اور غربت دور کرنے کے دعویدار' ایدھی صاحب نے اپنے صاحبزادے کے ساتھ کتنے غریبوں کو یورپ نہ سہی' کسی پیلے اسکول میں ہی داخل کرایا تھا؟ اپنے تمام سوالوں کو اگر موقوف بھی کر دیا جائے' تو یہ سوال بہرحال ان سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا جو شعبہ ہے اس پر گفتگو کرنے کی بجائے' آپ ان امور پر اپنی عالمانہ رائے دینے بیٹھ جائیں' جن کا آپ سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہے' کہاں کی دانش و عقل مندی ہے؟ گجراتی زبان میں کارل مارکس اور لینن کا مطالعہ کر کے آپ اتنے بڑے دانشور بن گئے کہ سارے علمائے دین آپ کو بونے' بلکہ صفر یہاں تک کہ سرمایہ داروں کے ایجنٹ نظر آنے لگے' پھر آپ کی بے باکی اور آگے بڑھی تو آپ بزعم خود مفتی اعظم بھی بن گئے' فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ نکاح کے لئے کسی مولوی کی ضرورت نہیں' فریقین کا ایجاب و قبول کرنا کافی ہے' گویا آپ جنس پرستوں کو "ایزی لوڈ" کرنا چاہتے ہیں' جہاں کہیں بھی کوئی جوڑا منہ کالا کرتے ہوئے پکڑا جائے وہ اپنی بریت میں آپ کا فتویٰ بطور سند پیش کر دے کہ: "ہم نے آپس میں ایجاب و قبول کر لیا تھا۔" مجھے حیرت ہے کہ آپ ایسے لوگ اپنی عینک صاف کرنے کی بجائے' دوسروں کے چہروں کو گرد آلود کہتے ہیں' اور اپنی اس رائے کو عالمانہ قرار دیتے ہیں اور ان "باغیانہ خیالات" کا اظہار کر کے اغیار کی آنکھوں کا تارا بننے کے خواہش مند رہتے ہیں' مفتی ایدھی صاحب کی اطلاع کے لئے قرآن حکیم کا ایک حوالہ درج کر رہا ہوں' جو صرف قرض لینے دینے سے ہے' سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ میں ہے: "اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کو قرض دو تو مدت مقررہ تک تو لکھ لیا کرو۔" مال و دولت اور جائیداد کے لئے تو یہ تاکیدی حکم ہے' لیکن دو زندگیوں کا سودا ایدھی صاحب اتنا سستا کر دینا چاہتے ہیں کہ بس آپس میں دو بول بول لئے تو میری بیوی' میں تیرا شوہر' کیا ضرورت ہے مولوی کو بلانے اور گواہوں کو زحمت دینے کی؟ (لڑکا لڑکی راضی تو کیا کرے گا قاضی) ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے؟

مفتی مولانا عبدالستار ایدھی صاحب پردے کے لئے بھی مغرب کی نظر میں لاڈلے بننے کے شوق میں فتویٰ سناتے ہیں کہ پردہ نظر کا ہوتا ہے' گویا ساری ٹیکسٹائل ملز بند کر دی جائیں' نہ ہوگا کپڑا' نہ بنے گا لباس' کیا ضرورت خرچہ کرنے کی؟ کیا چھپائیں ایک دوسرے سے بس نظر ٹیسٹ کرائیں' اس کا درست ہونا کافی ہے' اگر ایدھی صاحب سننا گوارا فرمائیں تو اللہ کی کتاب سے اللہ کا فرمان ملاحظہ کریں کہ وہ کیا حکم دے رہا ہے' پردے سے متعلق اور وہ بھی کسی عام انسان کو نہیں' اپنے محبوب کو پیغمبر اعظم کو محسن انسانیت کو' ملاحظہ ہو سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۹:

"اے نبی مکرم! آپ فرمایئے اپنی ازواج مطہرات کو اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو۔"

محقق اعظم ستار ایدھی فرماتے ہیں: "دنیا میں مذہبی لوگوں کو ٹھکرایا جا چکا ہے" یعنی اب دنیا میں قابل قبول دو ہی لوگ رہ گئے ہیں' ایک وہ جنہوں نے بقول ایدھی مذہبی لوگوں کو ٹھکرا دیا یا ان کے حامی جناب ایدھی صاحب خود جہاد کے بارے میں' صاحب علم و فکر ایدھی صاحب انکشاف فرماتے ہیں: "اصل جہاد وہ ہے جو وہ کر رہے ہیں" موصوف پر ہنسی بھی آتی ہے اور ترس بھی آتا ہے' اچھا خاصا ایک کام کر رہے ہیں' معاشرے نے انہیں اس کام کی وجہ سے ایک مقام دے رکھا ہے' مگر یہ اپنے شعبے اور اپنی علمی استطاعت سے ہٹ کر آئیں بائیں شائیں باتوں سے خود کو مذاق بنانے کا سامان کر رہے ہیں' اب میں اس غریب کو کیا بتاؤں کہ شروع سے آخر تک' اسلام میں جہاد کی تاریخ کا اعلیٰ مقصد ہی وحدت الٰہی کے ساتھ وحدت آدم کے تصور کو عام کرنا رہا ہے' کہ جب لوگ ایک خدا کو ماننے والے بنیں گے اور ایک ہی خدا کی بندگی کریں گے تو انسان دوسرے انسان کو اپنا زیر دست نہیں بنا سکے گا' سب ایک ہی خدا کے بندے کہلائیں گے' سب یکساں ہوں گے آزاد ہوں گے' سب کے حقوق برابر ہوں گے اور یہی ہوا' دور نبوی میں جہاں تعلیمات محمدؐ نے معاشرے سے ظلم و ناانصافی کو دور کیا' وہیں آپؐ کو جہاد بھی کرنا پڑا اور اس

جہاد کے نتائج نے ثابت کیا کہ جھوٹے خداؤں اور زبردستوں کے بت پاش پاش ہوئے اور زیردستوں کو جینے کا حق ملا آج بھی اگر جہاد کی بازگشت سنائی دیتی ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ دنیا کی اکثریت کو غلام سمجھنے اور ان کی آزادی کو سلب کرنے والی طاغوتی طاقتوں کا خاتمہ کیا جائے' جان کس کو پیاری نہیں ہوتی؟ کون بیٹھے بٹھائے سر کٹانے کا شوق پالتا ہے' کوئی نہ کوئی وجہ اور کوئی نہ کوئی تو سبب ہوتا ہے؟ آخر ایدھی صاحب دنیا کے دیگر علاقوں میں تشریف لے جاتے ہیں تو ان کے یہ دورے بے سبب تو نہیں ہوتے؟ وہ لبنان میں صرف خوبصورت لڑکیوں سے ملنے کا شوق پورا کرنے نہیں گئے تھے' کوئی اعلیٰ مقصد انہیں وہاں لے گیا تھا؟ یہ الگ بات ہے کہ وہاں ان پر کسی بوڑھے زخمی اور معصوم بچے نے اثر نہیں کیا بلکہ وہاں کی حسین دوشیزاؤں کے سحر میں ڈوب گئے اور ابھی تک انہیں یاد کر کے آہیں بھرتے رہتے ہیں جیسا کہ ان کے انٹرویو میں ان حسین یادوں کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے۔

عبدالستار ایدھی صاحب کے انٹرویو سے ایک اور انکشاف بھی ہوا ہے کہ موصوف موجد بھی ہیں' انہوں نے کوئی ایسا آلہ بھی ایجاد کرلیا ہے' جس سے وہ پاکستان میں ہونے والی خصوصاً مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی ہر برائی کا پتا لگا لیتے ہیں' مثلاً یہ کہ یہاں لوگ ایک فیصدی بھی زکوٰۃ نہیں دیتے' عرفات کے میدان میں' حج کے موقع پر جتنی چوریاں ایک دن میں ہوتی ہیں' اتنی چوریاں سال بھر میں نہیں ہوتیں' یعنی سو میں سے ننانوے افراد کی چوریاں ہوتی ہیں' حج' شادی اور قربانی کے طور طریقے درست نہیں' مسلمانوں کو ان کے کوچنگ سینٹر میں آکر اسلام کی نئی تشریحات سیکھنی چاہئیں' مسلمان' خصوصاً پاکستانی مسلمان جھوٹے' بے ایمان' بددیانت ہیں' ایک فیصد بھی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے' پاکستان میں جتنے بھی شعبے ہیں' وہ سب لوگ جھک مار رہے ہیں' حتیٰ کہ خود ان کے ادارے میں کام کرنے والے ڈرائیور بھی بے ایمان اور چور ہیں' چندہ کسی سے لیتے نہیں' خدا خود بخود غیب سے ان کی جیب تک پہنچا دیتا ہے اور بھی کچھ باتیں ہیں' جن پر موصوف کے "باغیانہ خیالات" کی روشنی میں گفتگو ہو سکتی تھی' لیکن اس وقت مجھے انقلاب فرانس کے بانی والٹیر صاحب کی مشہور کتاب فلوسوفیکل ڈکشنری میں درج شدہ حکیمانہ اور دانشورانہ مقولہ یاد آرہا ہے: "جو شخص ہر سوال کا جواب دیتا ہے' وہ یقیناً نرا احمق اور بہت بڑا جاہل ہے۔" لیکن والٹیر صاحب کی اجازت سے میں اس میں اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ: "جو شخص ہر غلط جواب کے پورے نمبر دیتا ہے' وہ بھی کچھ کم جاہل اور ظالم نہیں۔"

(روزنامہ جنگ' سنڈے میگزین' ۱۷/ جون ۲۰۰۷ء)

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپیٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

علامہ اقبال اور قادیانیت

تحقیق کے نئے زاویے

''علامہ اقبال اور قادیانیت: تحقیق کے نئے زاویے'' اپنے موضوع پر ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ اگرچہ اس کتاب کے مصنف جناب بشیر احمد پاکستانی سول سروس کے ایک اعلیٰ عہدے سے اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے' لیکن ان کے مطالعہ کا خصوصی موضوع تقابل ادیان رہا ہے۔ تقابل ادیان میں بھی ان کا اختصاص اسلام دشمن تحریکوں کا جائزہ ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے کئی قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔

ان کی پہلی کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' ہے' جو انہوں نے ابومدثرہ کے قلمی نام سے لکھی' اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں' ان کی دوسری کتابوں میں ''بہائیت: اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم' فری میسنری: اسلام دشمن خفیہ یہودی تنظیم اور بائبل کا تحقیقی جائزہ'' شامل ہیں۔

قادیانی تحریک کا آغاز اور ارتقاء برصغیر میں ہوا' اس لئے اس تحریک کی تائید اور مخالفت میں سب سے زیادہ اور اہم کتابیں اردو میں لکھی گئیں' لیکن جناب بشیر احمد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے دستاویزی حوالوں سے انگریزی زبان میں ایسی تحقیقی کتاب لکھی' ہماری اطلاعات کے مطابق جس کا جواب آج تک قادیانی نہیں دے سکے' باریک ٹائپ میں تقریباً پونے پانچ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کا نام Ahmadiya Movement: British Jewish Connections ہے' حال ہی میں اس کا اردو ترجمہ جناب احمد علی ظفر نے ''تحریک احمدیت: یہودی و سامراجی گٹھ جوڑ'' کے عنوان سے کیا ہے' جسے ادارہ اصلاح و تبلیغ' آسٹریلیا بلڈنگ' ریلوے اسٹیشن' لاہور نے شائع کیا ہے۔

بشیر احمد ایم اے (یو ایس اے)

علامہ اقبالؒ کی شہرت ایک فلسفی اور شاعر کی ہے' جنہوں نے پاکستان کا تصور پیش کیا' لیکن قادیانیت پر ان کے بیانات اور مضامین نے بحث ونظر کے نئے دروازے کھول دیئے' لطیف احمد شیروانی نے ۱۹۴۵ء میں علامہ کے بیانات اور مضامین پر مشتمل ''حرف اقبال'' کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کرکے شائع کی' جس میں وہ بیانات اور مضامین بھی شامل ہیں' جن کا تعلق قادیانیت سے ہے' ان بیانات اور مضامین میں علامہ اقبالؒ نے ایک واضح نقطہ نظر اختیار کیا' وہ کہتے ہیں:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو' جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے' قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا' لہٰذا وہ عام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔''

(حرف اقبال ص:۱۲۷)

علامہ اقبال کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ قادیانی تحریک اصلاً ایک سیاسی تحریک ہے' جس کا مقابلہ سیاسی ہتھیاروں سے کرنا چاہئے' ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل جرم یہ ہے کہ انہوں نے انگریزوں کی سیاسی غلامی کو الہامی سند مہیا کی۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ قادیانیت کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا' لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے' میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں: (۱) یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں (یعنی اپنے آپ کو امت مسلمہ میں شمار نہیں کریں) (۲) یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو' تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (حرف اقبال ص:۱۱۷)

اس لئے علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۵ء میں مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کیا جائے' لیکن انگریز اس مطالبہ کو کیونکر تسلیم کرسکتے تھے جبکہ بانی تحریک مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی غلامی کو الہامی سند مہیا کی اور اپنے آپ کو انگریزوں کا خودکاشتہ پودا قرار دیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ اقبال قادیانیت کے بارے میں اس نتیجے پر اتنی دیر کے بعد کیوں پہنچے؟ زیر نظر کتاب کے دیباچہ نگار نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے' ان کا کہنا ہے کہ متعدد وجوہ کی بنا پر علامہ اقبال کو اس وقت تک قادیانیت کے گہری نظر سے مطالعہ کا موقع نہ مل سکا تھا' وہ اپنے موقف کی تائید میں علامہ کا وہ خط پیش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے دوست سیّد بشیر احمد کو لکھا' جس میں علامہ اقبال لکھتے ہیں: ''اختلاف سلسلہ احمدیہ کے بارے میں وہی رائے دے سکتا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور یہ آگاہی مجھے حاصل نہیں ہے۔'' اسی خط میں علامہ اقبال لکھتے ہیں: ''اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے ''حقیقت النبوۃ'' (مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود) کی بہ لحاظ اس کی ترتیب کے تعریف کی تھی۔'' لیکن علامہ کے اس جملے سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہوگا کہ انہوں نے اس کتاب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا' کیونکہ علامہ اقبال جیسا عبقری کسی کتاب کو سرسری طور پر دیکھ کر یہ رائے قائم کرسکتا ہے کہ بہ لحاظ ترتیب یہ کیسی ہے۔

دیباچہ نگار نے نہ صرف عام قارئین بلکہ اقبال شناسوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ علامہ اقبال کی عام سوانح عمریوں میں ان کی مرزا غلام احمد قادیانی سے ملاقات کا ذکر نہیں ملتا۔ اس ملاقات کا انکشاف غالباً سب سے پہلے ''جماعت احمدیہ لاہور'' کے امیر مولوی محمد علی لاہوری نے کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''میں اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ڈاکٹر اقبال کی عیادت کو گیا' دوران گفتگو ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ اور (سر) فضل حسین ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی سے سیالکوٹ میں ملے تھے۔ (سر) فضل حسین نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں؟ تو مرزا صاحب نے جواب دیا ہرگز نہیں۔''

(Sir Muhammad Iqbal's statement regarding Qadianis, Maulana Muhammad Ali, Page# 6,7)

جن لوگوں نے علامہ اقبال کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کیا' ان پر یہ بات واضح ہے کہ علامہ کی طبیعت میں حسنِ ظن کا پہلو غالب تھا' جناب بشیر احمد نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ علامہ کے ذہن پر مرزا صاحب سے اس ملاقات کے نقوش تادیر قائم رہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خاصے عرصے تک قادیانیوں کے ساتھ نہ بحث و مباحثہ کیا اور نہ ان کی تکفیر کی' انہوں نے سوچا ہوگا کہ جب خود مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں' تو وہ حقیقی نبوت کے مدعی نہیں ہیں بلکہ لغوی معنی (یعنی پیشینگوئی کرنے والا) میں اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں (لیکن بعد میں اس بارے میں علامہ اقبال کی رائے بدل گئی)۔

جناب بشیر احمد آگے چل کر لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جانشین حکیم نورالدین نے مسلمانوں سے تعاون بڑھانے کے لئے اعتدال پسندانہ روش اختیار کی' انہوں نے خواجہ کمال الدین کی سرگرمیوں کی سرپرستی کی' جنہوں نے برصغیر میں اسلام پر لیکچر دیئے' ان لیکچرز میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔

دیباچہ نگار لکھتے ہیں کہ جولائی ۱۹۰۸ء میں جب علامہ اقبال اپنی تعلیم مکمل کرکے یورپ سے وطن واپس لوٹے' تو مرزا غلام احمد قادیانی کا انتقال ہوچکا تھا۔ علامہ نے جب لاہور میں وکالت کا آغاز کیا تو مرزا صاحب کے پیروکاروں نے ان کے گرد گھیرا ڈال دیا' ان میں ڈاکٹر بشارت احمد' ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ' خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی لاہوری شامل تھے' ان میں سے بعض کے ساتھ علامہ کے پہلے سے سماجی مراسم بھی تھے' وہ علامہ سے علمی مسائل پر تقریریں کراتے اور انہیں سماجی تقریبات میں آگے آگے رکھتے' اس کے قرائن موجود ہیں کہ یہ لوگ علامہ سے مرزا صاحب کے جذبہ تبلیغ اسلام کا ذکر کرتے اور انہیں مرزا قادیانی کے دورِ اول کے اعتقادات سناتے جن میں دعویٰ نبوت سے انکار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار ہوتا۔

علامہ اقبال کو قادیانی جماعت کو قریب سے دیکھنے کا موقع اس وقت ملا جب ۱۹۳۱ء میں انہوں نے اس جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں کام کیا' اس وقت علامہ پر واضح ہوا کہ قادیانی' کشمیری مسلمانوں کے حقوق کی جدوجہد کے نام پر اصلاً اپنے گروہی مقاصد کے لئے کوشاں ہیں' اسی دوران برصغیر میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص قادیانیت کے خلاف علمی اور عملی سرگرمیاں زور وشور سے شروع

ہوگئیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے رویے کے پیش نظر علامہ اس کمیٹی سے مستعفی ہوگئے۔ یہ ۱۹۳۳ء کے وسط کی بات ہے۔ اسی سال کے آخر میں پروفیسر الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' شائع ہوئی اور کثیر تعداد میں ملک کے اہل علم کو تحفتاً بھیجی گئی' یہی وہ کتاب ہے جس کے مطالعہ سے علامہ اقبال' قادیانیوں کے عقائد سے مکمل طور پر واقف ہوئے' انہوں نے اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن پر رائے دی کہ یہ کتاب ملک میں وسیع پیمانے پر شائع ہونے کے قابل ہے۔ علامہ اقبال کے اس کتاب کے مطالعہ کا سال ۱۹۳۴ء متعین کیا جاسکتا ہے' اسی سال انہوں نے قادیانی رہنماؤں کی اصل کتابوں کا مطالعہ کیا اور اپنے مطالعہ کا اظہار ۱۹۳۵ء کے اس تاریخی بیان کی صورت میں کیا جس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرے۔

دیباچہ نگار اپنے اس دعوے کے ثبوت میں جسٹس (ریٹائرڈ) عطاء اللہ سجاد صاحب کے ایک مضمون کا اقتباس پیش کرتے ہیں جو ۲۱/اپریل ۱۹۹۹ء کے روزنامہ ''نوائے وقت'' میں شائع ہوا' یہاں اس اقتباس کی تلخیص پیش کی جاتی ہے' جس میں احتیاط کے پیشِ نظر جسٹس سجاد صاحب کے اکثر اصل جملے شامل کیے گئے ہیں' جسٹس صاحب نے لکھا کہ:

''۱۹۳۵ء کی بات ہے کہ میں روزنامہ ''احسان'' لاہور کے چیف ایڈیٹر مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش کے ہمراہ علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوا' ان دنوں میں روزنامہ ''احسان'' میں رکن ادارہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا' دوران گفتگو میں نے علامہ اقبال سے پوچھا کہ آپ بعض معاملات (مثلاً کشمیر کمیٹی) میں قادیانیوں سے تعاون کرتے رہتے ہیں' تو پھر آپ کا رویہ اتنا شدید کیوں ہوگیا ہے کہ آپ نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کیا جائے؟ علامہ نے جواب دیا: ہاں! میں نے ان کے ساتھ بعض معاملات میں تعاون کیا لیکن میری بیماری (جو ۱۰/جنوری ۱۹۳۴ء کو شروع ہوئی) میرے لئے باعث رحمت بن گئی کہ خدا نے مجھ پر حق وصداقت کے دروازے کھول دیئے۔ علامہ اقبال نے کہا: انہی دنوں مجھے قادیانیت کے بارے میں الیاس برنی کی کتاب ملی' جس کے مطالعے کے بعد میں نے قادیانیوں کی اصل کتابیں منگوا کر پڑھیں کیونکہ (بیماری کے سبب) میرے پاس کافی وقت تھا' علامہ اقبال نے فرمایا کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں ختم نبوت پر کوئی اختلاف نہیں......''

جناب بشیر احمد کی اس کتاب میں اس حقیقت کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ۱۹۳۱ء کے بعد سے قادیانی مخالف تحریک میں شدت پیدا ہوئی اور علمی اور عملی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کاذبہ کے خلاف محاذ سرگرم ہوگیا' اس دوران علمی لحاظ سے متعدد قابل قدر کتابیں شائع ہوئیں' جن میں قادیانی دلائل کے تار و پود بکھیر دیئے گئے' سیاسی محاذ پر مجلس احرار' جمعیت علماء ہند اور مولانا ظفر علی خان سمیت مختلف اہل علم نے قادیانیت کا تعاقب کیا۔ احرار نے قادیانیت کے خلاف عوامی سطح پر تحریک چلائی' وہ قادیانیوں کو برطانوی سامراج کا دست و بازو کہتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ قادیانیوں سے ان کی جنگ مذہبی ہی نہیں بلکہ سیاسی بھی ہے۔ ۲۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو مجلس احرار نے قادیان کے قریب رجادہ میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی جس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیانیت پر شدید تنقید کی' انہوں نے قادیانیوں کو برطانوی سامراج کے دم بریدہ کتے کہا جو انگریز کے بوٹ چاٹنے کو فخر سمجھتے ہیں۔

جناب بشیر احمد نے اس کتاب میں علامہ اقبال کے خلاف قادیانیوں کے عمومی اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ قادیانی' کمیونسٹ اور سیکولر حلقے علامہ اقبال پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ سر ظفر اللہ قادیانی کے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بننے پر احساسِ محرومی کا شکار ہوئے اور اس احساس محرومی کے نتیجے میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرے۔ (لیکن حقیقت یہ نہیں تھی) چنانچہ علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال ''زندہ رود'' میں لکھتے ہیں کہ: ''علامہ اقبال وائسرائے کی کونسل کے ممبر نہیں بن سکتے تھے کیونکہ وہ اس زمانے میں بیمار تھے۔''

جناب بشیر احمد نے اس ضمن میں ایک اہم سوال یہ اٹھایا ہے کہ اگر علامہ اقبال کو وائسرائے کی کونسل کی رکنیت میں دلچسپی ہوتی تو سر فضل حسین کی ڈائری یا خطوط میں اس کا تذکرہ ملتا۔ علامہ اقبال نے کئی بار انگریزی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ ہفت روزہ ''چٹان'' کی ۲۲/اپریل ۱۹۷۴ء کی اشاعت کے مطابق برٹش بیورو آف انٹیلی جنس کی ایک رپورٹ میں علامہ اقبال کو ہندوستان کا گھناترین بدمعاش کہا گیا ہے۔ اگر

علامہ' وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت کے خواہش مند ہوتے تو وہ سر فضل حسین سے بنا کر رکھتے' انگریز اور یونینسٹ پارٹی کی مخالفت نہ کرتے اور پنجاب میں مسلم لیگ کی تنظیم نو نہ کرتے' جبکہ سر ظفر اللہ قادیانی' انگریز کے نفس ناطقہ' ان کی ہر سیاسی پالیسی کے موید اور اپنے مذہبی عقیدے کے اعتبار سے برطانوی سامراج کے وفادار تھے' اس لئے علامہ اقبال کے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنائے جانے کا سرے سے کوئی امکان ہی نہیں تھا' انگریز کا انتخاب صرف سر ظفر اللہ قادیانی تھے۔

جناب بشیر احمد کی کتاب کے چوتھے باب کا ایک دلچسپ عنوان ہے: "علامہ اقبال کے خط پر حکیم نورالدین کا غلط عربی میں القاء" تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین حکیم نورالدین نے اخبار بدر قادیان کی ۶/مئی ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں علامہ اقبال کے خط کے ایک حصے پر مندرجہ ذیل رائے شائع کرائی:

"مجھے محمد اقبال ڈاکٹر نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا: ڈریپر (امریکی فلسفی جان ولیم ڈریپر) مرگیا' اس کا فلسفہ بھی مرگیا' یورپ ہر روز نئے فلسفے کا دلدادہ ہے۔ میرے خیال میں آیا یہ کیا بات ہے۔ ظہر کا وضو کرنے لگا' القا ہوا: انسان' ہر انسان فنا ہے اور نیا بنتا ہے' کیا یہ انسان لغو ہے؟ ہرگز نہیں پھر القا ہوا: "من حیث منستدرجھم لا یعلمون۔"

حکیم نورالدین کے اس "القا" پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب بشیر احمد لکھتے ہیں:

"میرے رفیق کار جناب شکیل عثمانی کو حکیم صاحب کے اس القا پر زبان کے نقطہ نظر سے شبہات تھے' انہوں نے اس سلسلے میں جب عربی زبان وادب کے ایک ممتاز فاضل اور ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے عربی مجلے "الدراسات الاسلامیہ" کے ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی سے رجوع کیا تو ایک دلچسپ صورت سامنے آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ حکیم صاحب کا القا مہمل اور گرامر کے لحاظ سے غلط ہے' اسی رائے کا اظہار عربی زبان وادب کے چند اور ممتاز ماہرین نے بھی کیا' ان کا کہنا تھا کہ عربی زبان میں عام طور پر "من حیث" بطور علت' معلول کے بعد استعمال ہوتا ہے' جب کہ اس القا میں ترتیب معکوس ہے۔" (ص:۶۲)

مصنف اس حوالے پر اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"یہ حکیم نورالدین صاحب کا عجیب وغریب القا ہے کہ سورۂ قلم کی آیت نمبر ۴۴ کے الفاظ کو آگے پیچھے کرکے رکھ دیا ہے جس کا کوئی مفہوم نہیں نکلتا۔" (ص:۸۱)

اس طرح تقریباً ایک صدی کے بعد حکیم نورالدین کا غلط عربی میں القا منظر عام پر آیا' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقریباً ایک سو سال تک کسی کی نظر اس غلط عربی میں "القا" پر کیوں نہیں پڑی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل علم کی اصل توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کی طرف رہی۔ عربی اور اردو کے صاحب طرز ادیب مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ نے مرزا صاحب کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں درج ان کے بعض الہامات کو 'ہندوستانی عربی' کا ایک نمونہ قرار دیا۔

(قادیانیت: مطالعہ وجائزہ' ص:۴۶)

مولانا ندویؒ' براہین احمدیہ جلد چہارم میں درج مرزا صاحب کے ایک "الہام" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ الہام بھی قرآن مجید کی آیتوں اور الفاظ قرآنی کا ایک غیر مربوط مجموعہ ہے' اس میں عربیت اور قواعد کی بھی فاش غلطیاں ہیں۔" (ایضاً ص:۴۸)

اس معرکۃ الآرا کتاب میں ایک تسامح بھی ہے' جس کی نشاندہی ضروری ہے۔ مصنف نے پہلے باب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا سن پیدائش ۱۸۳۵ء لکھا ہے' حالانکہ مرزا صاحب کی خود اپنی تحریریں (مثلاً: حاشیہ کتاب البریہ' ص:۱۴۶) صراحت کرتی ہیں کہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے وقت وہ سولہ سترہ برس کے تھے' چنانچہ خود مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے اپنے اس سپاسنامے میں جو ۱۹۲۲ء میں برطانوی سلطنت کے ولی عہد کی خدمت میں پیش کیا گیا' مرزا صاحب کا سن ولادت ۱۸۳۶ء لکھا ہے (ایضاً ص ۳۵)۔ اس حساب سے ۱۸۵۷ء میں ان کی عمر ۲۱ سال ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کے سن پیدائش میں یہ جعل سازی اس لئے کی گئی تاکہ ان کی وہ پیشینگوئی درست ثابت ہوجائے جو انہوں نے "الہام الٰہی کے تحت" اربعین ۳' صفحہ ۲۹ پر کی ہے' وہ پیشینگوئی درج ذیل ہے:

"ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے' اسّی (۸۰) برس یا اس کے قریب قریب۔"

جبکہ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔

جناب بشیر احمد کی کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے' پہلا باب "خاندان اقبال اور قادیانیت" کے عنوان سے ہے' دوسرے باب کا عنوان "بانی قادیانیت کے

متعلق علامہ اقبال کی ابتدائی تحریر" ہے' تیسرا باب "علامہ اقبال پر انگریز نوازی کا الزام" ہے' چوتھے باب میں علامہ اقبال کے حکیم نورالدین اور جماعت احمدیہ لاہور سے تعلقات پر بحث کی گئی ہے' پانچویں باب کا عنوان "علامہ اقبال کی عملی سیاست" ہے' چھٹے باب میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۳ء میں قادیانیت کے خلاف مضامین کیوں نہیں لکھے؟ ساتویں باب کا عنوان ہے: "کیا علامہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف اس لئے مضامین لکھے کہ وہ وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر نہ بن سکے؟" آٹھواں باب "قادیانیت کے حقیقی خدوخال"، نواں باب "علامہ اقبال کے بیان پر قادیانی جرائد کے تبصروں اور پنڈت نہرو کے خطوط"، دسواں باب "علامہ اقبال کے آخری دو سال"، گیارھواں باب "سر ظفر اللہ کی آئینی اسکیم ۱۹۴۰ء" اور بارھواں باب "قادیانی اسٹیٹ کا خواب" سے بحث کرتا ہے۔

جناب بشیر احمد' قادیانی تحریک پر گہری نظر رکھتے ہیں' خصوصاً قادیانی' اسرائیلی روابط پر ان کی تصانیف نے ملک کے اہل علم سے خراج تحسین حاصل کیا ہے' اپنی اس کتاب سے جناب بشیر احمد ایک اقبال شناس کے طور پر ابھرے ہیں' اس کتاب کا مقدمہ ڈاکٹر سفیر اختر' دیباچہ شکیل عثمانی اور تعارف ڈاکٹر ظفر اللہ بیگ نے لکھا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے قارئین پر اقبال اور مسئلہ قادیانیت کی ایک نئی جہت آشکارا ہوگی۔

اس کتاب کے کل صفحات ۲۸۳ مجلد قیمت ۲۰۰ روپے ہے' کتاب کے ناشر کا پتا مجلس علم و دانش پوسٹ بکس #۶۳۹ راولپنڈی ہے' یہ کتاب دارالفکر لاہور' فضلی بک سپر مارکیٹ کراچی' بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی میں دستیاب ہے۔

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

سنارا جیولرز

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545805-2545080

HB ®
TRUSTABLE MARK

Hameed ® BROS JEWELLERS

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400

Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

خبروں پر ایک نظر

قیام پاکستان کا بنیادی مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ وطن کی آزادی کے بعد ایک ایسی خودمختار اسلامی مملکت قائم کی جائے

پشاور (پ ر) ٹاؤن ۳ پشاور کی یونین کونسل شیخ محمد، سلیمان خیل، شیخان، اوریزئی، اضاخیل، مریم زئی، ماشوگگر، خوریزئی، ہزار خوانی ۱۰، ہزار خوانی ۱۱، موسیٰ زئی، سوڑیزئی بالا، سوڑیزئی پایاں، میرہ سوڑیزئی، میرہ کچوڑی، ازمربالا، چمکنی، بازید خیل، بہادر کلے، شیر کیرہ کا ایک مشترکہ اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز جامع مسجد قاسم علی خان پشاور میں ہوا۔ اجلاس میں خصوصی دعوت پر مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، ناظم مجلس مولانا نورالحق نور، مولانا خیر البشر، مولانا سمیع اللہ جان، حافظ اقبال شاہ نے شرکت کی۔ بخت زادہ کی تجویز اور شرکاء کی مکمل تائید پر اجلاس کی کارروائی مولانا سید امام شاہ ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کی صدارت میں مولانا عبدالحق سوڑیزئی کی تلاوت قرآن حکیم سے شروع ہوئی مولانا خیر البشر کی تجویز پر شرکاء نے فرداً فرداً اپنے حلقہ کی نسبت سے اپنا تعارف کرایا۔ تعارفی پروگرام کے بعد مولانا سید امام شاہ اور مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قیام پاکستان کا بنیادی مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ وطن کی آزادی کے بعد ایک ایسی خود مختار اسلامی مملکت قائم کی جائے، جس میں پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعرہ کے مطابق مکمل اسلامی نظام کا نفاذ ہو اور جس کی پہچان ایک اسلامی نظریاتی مملکت کی حیثیت سے ہو۔ آزادی وطن کی جدوجہد میں ہمارے اسلاف کا کردار اور اکابرین کی قربانیاں تاریخ آزادی کا ایک ایسا سنہری باب ہے، جس پر ہم ہی نہیں آنے والی نسلیں بھی فخر کریں گی، مگر افسوس کہ آزادی کے بعد اس ساٹھ سالہ دور میں نظام اسلام کا نفاذ تو ایک طرف رہا پاکستان اور دین دشمن لابی کی سازشوں کے نتیجہ میں پاکستان دولخت ہوا، اس سازش میں بنیادی کردار قادیانیت کے پیروکاروں کا تھا، جن کے گرو اور مرزائیت کے دوسرے پوپ نے پاکستان کو اکھنڈ بھارت بنانے کے من گھڑت خواب کا ذکر کرتے ہوئے یہ بکواس کی تھی کہ ہم نے تقسیم کو بخوشی قبول نہیں کیا، ہم کوشش کریں گے کہ یہ ملک پھر اکھنڈ بھارت کا حصہ بنے اور اس ناپاک سازش کی پہلی کڑی پاکستان کے (بدقسمتی سے) پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کا باؤنڈری کمیشن میں بھارت کو کشمیر کا راستہ فراہم کرنے کے لئے ضلع گورداسپور کا بھارت میں شامل کرانا تھا، قادیانیوں کے اسی دور کے پوپ نے کھلم کھلا اپنے اخبار الفضل میں بلوچستان کے صوبے کو قادیانیت کا صوبہ بنانے کی بڑہانکی ایسے حالات میں ہمارے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا محمد عبدالقیوم پوپلزئیؒ مولانا فیض الحسنؒ اور دیگر علمائے احرار نے مختلف مکاتب فکر کے مشائخ عظام وعلماء کرام اور قائدین کی خدمت میں جاکر قادیانیت کے ناپاک عزائم سے ان کو آگاہ کیا اور ان کی قیادت میں رضا کارانہ طور پر قادیانیت کی مذموم اور ملک دشمن کوششوں کو ناکام بنانے کی دعوت دی، الحمدللہ! ہمارے اکابر کا مخلصانہ کردار کام آیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ پلیٹ فارم سے شروع ہوکر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں اتفاق رائے سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی صورت میں سامنے آئی، پھر ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو روکنے کے سلسلہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا نفاذ مجلس کا عظیم کارنامہ ہے، آج بھی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ المشائخ مرشد العلماء والصلحاء خواجہ خواجگان الحاج حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی قیادت میں مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون وبیرون ملک مرزائیت کے تعاقب میں سرگرم عمل ہے، مجلس کی تبلیغی جدوجہد سے قادیانیت بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکی ہے، مجلس کی سعی سے خاندانوں کے خاندان مرزائیت پر لعنت بھیج کر دین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوکر اسلام قبول کر رہے ہیں، پاکستان کے کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی موجودگی اور ملک میں روشن خیالی کی وبا اور اعتدال پسندی نے قادیانیوں کو ارتداد کا پرچار کرکے مسلمانوں کے ایمانوں کو لوٹنے کی کھلی چھٹی کا موقع دے دیا ہے، انہوں نے کہا کہ ایسے حالات میں مجلس کے ساتھیوں کا یہ اجلاس منعقد کرانا اس امر کی شہادت ہے کہ مسلمان قادیانیت کے ناپاک عزائم سے غافل

نہیں ہیں، انشاء اللہ آپ کو اس جدوجہد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مکمل تعاون حاصل ہوگا۔ ان حضرات کے مفصل ارشادات کے بعد علاقہ میں تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت و رد مرزائیت کے کام کو وسعت دینے کے لئے شرکاء نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے نہایت اہم تجاویز پیش کیں، جس پر کام کرنے کے لئے دوسرا اجتماع لگہ ولہ میں منعقد کرنے کے لئے بخت زادہ اور ظریف خان کی قیادت میں کمیٹی تشکیل دی گئی، اجلاس مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی دعا پر اختتام کو پہنچا، مجلس پشاور کی جانب سے شرکاء کی تواضع مشروبات اور پُرتکلف چائے سے کرنے کا انتظام کیا گیا، بخت زادہ اور ظریف خان نے آئندہ اجتماع ۱۰/ جون بروز اتوار کو جامع مسجد لگہ ولہ میں درسِ قرآن و اجلاس منعقد کرنے کی اطلاع دی ہے اور ۱۱/ جون بروز ہفتہ ڈھیری میں درسِ قرآن حکیم کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے عنوان پر خطاب ہوگا۔ انشاء اللہ اور آئندہ کے پروگرام کی توثیق کی جائے گی۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے دو اہم بشارتیں

میرپور خاص (ابوارسلان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ نے ۲۷/ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ عشاء کی نماز کے بعد مدینہ مسجد شاہی بازار میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے عنوان پر بیان فرمایا، مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کا کام کرنا جہاں شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب ہے وہاں اس کام کو کرنے والوں کی مہمانی کا انتظام بھی اعلیٰ سطح کا کیا جاتا ہے، اس پر مولانا نے دو واقعے سنائے۔ پہلا واقعہ: اس مرتبہ حج کے سفر پر ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ایک مرید جمیل احمد نے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر سلام کی غرض سے حاضر ہوا، دیکھتا ہوں کہ جالی مبارک نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہیں، ایک سفید چادر جسم اطہر پر موجود ہے اور پاؤں مبارک چادر سے باہر ہیں، دل میں خیال آیا کہ ہاتھ لگا کر برکت حاصل کروں، آواز آئی نہ بے ادبی ہے، ادب سے کھڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کررہا تھا، دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طرف دسترخوان لگا ہوا ہے اور مختلف انواع واقسام کے کھانے موجود ہیں، خیال آیا کہ یہ کس کے لئے لگایا گیا ہے؟ آواز آئی کہ یہ دسترخوان ان لوگوں کے لئے ہے جو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ دوسرا واقعہ: مولانا نے فرمایا کہ آج کل ہم قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا کہتے ہیں، کچھ حضرات اس پر توجہ نہیں دیتے، یہ شیزان کمپنی قادیانیوں کی ہے اور اس شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جن کی قیادت میں ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، ان کی نواسی گزشتہ دنوں اپنے بچوں کے ساتھ کراچی سے راولپنڈی بذریعہ جہاز سفر کررہی تھیں، پی آئی اے کمپنی نے مشروب کے لئے شیزان پیش کی، انہوں نے نہ خود استعمال کی نہ بچوں کو استعمال کرنے دی، اور پی آئی اے والوں سے احتجاج کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی مصنوعات کیوں دیتے ہو؟ کچھ اور فیملیز جو جہاز میں ان کے قریب بیٹھیں تھیں، انہوں نے بھی شیزان مشروب استعمال نہیں کیا۔ راولپنڈی پہنچ کر رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت حسین و جمیل شخصیت باوقار انداز میں تشریف فرما ہیں، میں نے جب پوچھا کہ کون سی شخصیت تھیں؟ تو کہا کہ جانتی نہیں ہو؟ یہی تو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مولانا نے فرمایا کہ حضرت بنوریؒ کی نواسی نے مجھے فون کرکے خواب اور واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ مولانا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے اظہار نفرت کی وجہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین اور قادیانیوں کی تمام مصنوعات شیزان مصنوعات، شادانی شوگر ملز وغیرہ کا بائیکاٹ کرنے کا جذبہ عطا فرمادے قادیانی آج کل دھوکا دے رہے ہیں کہ شیزان کمپنی مسلمانوں نے خریدلی ہے یہ جھوٹ ہے، شیزان مصنوعات آج بھی قادیانیوں کی ملکیت میں ہے۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی

گمبٹ (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر کوئی عمل درست نہیں، سب سے ضروری چیز عقائد کو درست کرنا ہے، فتنہ قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے پریس ترجمان عبداللطیف شیخ نے اپنے بیان میں کیا اور انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنہ امت مسلمہ کے لئے ناسور ہے، ہر مسلمان کو قادیانیوں سے بچنا چاہئے، رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ اسلام دشمن قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور انہوں نے مزید اپنے بیان میں کہا کہ روشن خیالی کے عنوان سے اسلامی احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور میڈیا کے ذریعے فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے، تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت جیسے اہم قوانین میں تبدیلی کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔ آخر میں انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں لایا جائے، بدکاری اور فحاشی کے اڈے ختم

کئے جائیں نام نہاد تحفظ حقوق نسواں ایکٹ کے خلاف اسلام دفعات منسوخ کی جائیں۔

سیّد عبدالعزیز شاہ انتقال فرما گئے

بھکر (رپورٹ: ابوارسلان) سیّد عبدالعزیز شاہ بھکر کے قریب ایک گاؤں چونی شالی کے رہنے والے تھے گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے' شاہ صاحب ریٹائرڈ ماسٹر تھے اور بیعت کا تعلق بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت مولانا ابوسعد احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ سے تھا اور یوں یہ تعلق تازیست موجودہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ تک قائم رہا' شاہ صاحب کئی سال خانقاہ سراجیہ میں بھی مقیم رہے اور امیر مرکزیہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے حکم سے صاحبزادگان کی تعلیم ان کے سپرد تھی' وہاں مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کے طلباء کرام بھی خوش خطی کے لئے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی طرف سے تعویذات لکھنے کی خصوصی اجازت تھی' خانقاہ سراجیہ میں کثیر اژدھام ہونے کے باوجود تعویذات کی کمی نہیں ہوتی تھی' صاحبزادگان کی اسکول کی تعلیم مکمل ہونے پر حضرت قبلہ کے حکم پر بھکر شہر کی ایک مسجد قطب شاہ بانو بازار میں ۱۸ برس تک امامت وخطابت کے فرائض سر انجام دیئے اور ایک بازار کی مسجد میں ۱۸ سال اس انداز میں گزارے کہ بازار میں کاروباری حضرات کو اللہ کی طرف لگادیا اور ان کا تعلق حضرت قبلہ دامت برکاتہم سے جوڑتے رہے' یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو تکوینی طور پر اس شہر میں خانقاہ سراجیہ کا ترجمان بنایا ہوا تھا' شاہ صاحب نے انتہائی صالح اولاد چھوڑی اپنے صدقہ جاریہ کے لئے' اپنے بیٹے قاری عبدالمالک کو آخری عمر کے حصہ میں مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کے شعبہ حفظ سے جوڑ دیا' راقم بھی ۱۹۸۰ء میں خانقاہ سراجیہ پڑھنے کے لئے گیا' اس وقت سے لے کر تازیست حضرت شاہ صاحبؒ سے نیازمندی رہی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی شاہ صاحبؒ خصوصی عنایات تھیں' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے اور حضرت اقدس امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ کے مرید ہونے کے ناطے جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین۔

ڈاکٹر عبدالرشید آرائیں کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے معاون جناب ڈاکٹر عبدالرشید آرائیں محمد حنیف آرائیں کے والد اور والدہ ایک ماہ میں انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دونوں مرحومین شب بیدار اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دعاگو تھے' ڈاکٹر صاحب کے والد چوہدری رحمت اللہ آرائیں بہت ہی تلاوت قرآن کریم کا ذوق رکھتے تھے' آخر عمر میں نظر کمزور ہوگئی تو بے ساختہ تہجد میں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے: "میرے اللہ! دنیا کے ناول میں پڑھتا نہیں' ان آنکھوں سے تیرے کلام کی تلاوت کرتا تھا' وہ بھی آپ نے لے لی' مجھے اپنے قرآن کریم کی تلاوت کے لئے نظر واپس کردیجئے! کس خلوص سے دعا مانگی اسی صبح سے تلاوت کا پھر معمول بنا جو موت تک قائم رہا۔" عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ڈاکٹر صاحب کے گھر چک نمبر ۵۸ گولارچی جا کر ان کے والدین کے انتقال پر تعزیت کی اور دعائے مغفرت کی۔

چوہدری محمد رفیق آرائیں کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے میزبان جناب چوہدری محمد رفیق آرائیں کے سالے اور چوہدری محمد زاہد انجم کے ماموں گزشتہ دنوں گھوٹکی میں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کرگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی' حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی نے چوہدری صاحب سے تعزیت کی اور مرحوم کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔ حق تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت کانفرنس اوکاڑہ

قصور (پ ر) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین اوکاڑہ اور قصور کے تحصیل چونیاں کے قصبہ طوطل میں تشریف لائے۔ استاذ المناظرین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد محی الاسلام عثمانی نئی لکڑ منڈی میں خطاب کیا' بعدازاں جامع مسجد ممتاز اکبر روڈ میں درس قرآن بعدازاں جامعہ محمودیہ عیدگاہ اوکاڑہ کے طلباء سے خطاب معصوم نبویہ کی اہمیت اور سالانہ تبلیغی ردقادیانیت کورس چناب نگر کے لئے ترغیب دی' رات چونی طوطل قصبہ کے وسیع وعریض پنڈال میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا عالمانہ فاضلانہ بیان ہوا' مولانا نے بیان میں کہا کہ کسی شخص کو ختم نبوت کے قوانین میں ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور اور قصور ضلع کے مبلغ مولانا عبدالرزاق کا بیان ہوا' تلاوت کے بعد شعراء کرام نعت نے رسول مقبولؐ پیش کیں' بعد نماز عشاء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی عظمت قرآن کے موضوع پر بے مثال خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض دارالعلوم دینیہ کے ناظم قاری نور محمد شاکر نے سرانجام دیئے' قاری وحیدالحسن نے مہمانوں کا شاندار استقبال کیا' اس قصبہ خاندان کے پہلے حافظ قرآن ہیں' جنہوں نے حفظ تکمیل قرآن کریم کیا اور ناظرہ ختم قرآن کرنے والے طلباء نے اپنا آخری سبق اکابرین کو سنا کر انعام وصول کیا۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے قصبہ کے نوجوانوں' کارکنوں' طلباء نے بڑی محنت کی' کانفرنس کی صدارت دارالعلوم دینیہ کے مہتمم مولانا ہارون رشیدی کی دعائیہ کلمات سے رات بارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں قائدین لاہور کیلئے روانہ ہوگئے۔

مسجد کی تعمیر میں تعاون کیجئے

مسجد خاتم النبیّن

ومدرسہ ختم نبوۃ

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

سنگ بنیاد: امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی

گمبٹ ضلع خیرپور میرس سندھ، مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے احباب سے تعاون کی اپیل ہے

برائے رابطہ: شیخ عبدالسمیع ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ، ضلع خیرپور میرس

فون: 0243-640076 سیل: 0301-6685585

REGD: NO:

لا نبی بعدی

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

خان محمد
نفیس الحسینی

نامور علماء ⊙ مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بتاریخ ۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ
18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ⊙ درجہ رابعہ ⊙ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ⊙ چناب نگر ⊙ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: 047-6212611